Regd E.P. No 861

رجسٹرڈ ای۔پی نمبر ۸۶۱

جلد ۵ | ۲۸ تبلیغ ۱۳۳۴ہش ـ ۱۵ رجب ۱۳۷۵ھ ـ ۲۸ فروری ۱۹۵۶ء | نمبر ۸

شری سی سی ڈیسائی انڈین ہائی کمشنر متعین کراچی

شری راؤ انڈین ڈپٹی ہائی کمشنر متعین لاہور

اور

شری الیسر ڈپٹی سیکرٹری وزارت خارجہ حکومت ہند

کی

قادیان میں تشریف آوری

۲۴ فروری ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (ابن حضرت امام جماعت احمدیہ) کی دعوت پر ان کے مہمان کے طور پر ہز ایکسیلینسی شری سی سی ڈیسائی انڈین ہائی کمشنر متعین کراچی بمعیت شری راؤ انڈین ڈپٹی ہائی کمشنر متعین لاہور اور شری الیسر ڈپٹی سیکرٹری وزارت امور خارجہ حکومت ہند ۔ بعدد وپہر تقریباً ایک بجے قادیان تشریف لائے ۔ آپ کے ساتھ ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور ٹھاکر کرم سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بارڈر امرتسر سردار چنن سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع گورداسپور سردار پورن سنگھ صاحب بھی تھے ۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کے مکان کے قریب چوک میں موٹریں آکر رکیں ۔

مہمان اترے اور سب سے پہلے محترم صاحبزادہ صاحب نے اور پھر دیگر ممبران صدر انجمن احمدیہ نے ان کو ہار ڈالے ۔ اور پولیس نے سلامی دی ۔ پھر تین بار جماعت نے

بھارت کی جے اور

معزز مہمان زندہ باد

کے نعرے لگائے ۔ احباب اس چوک سے چوک مسجد مبارک تک دورویہ کھڑے تھے اور مہمانوں کے گزرتے وقت ہاتھ اُٹھا کر سلام کرتے جاتے تھے ۔

قیام وطعام کا انتظام

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے مردانہ میں کیا گیا تھا ۔ کھانے سے پہلے شہر کے بعض ہندو اور سکھوں نے جو جماعت احمدیہ کی مخالفت کرتے رہتے ہیں جناب ہائی کمشنر صاحب اور ان کے ساتھیوں سے علیحدہ ملاقات کی ۔ اور اپنے بعض مطالبات ان کی خدمت میں پیش کئے ۔

اس ملاقات سے فارغ ہو کر معزز مہمانان نے کھانا تناول کیا ۔ لنچ میں علاوہ سلسلہ کے ناظران ۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نواب زادہ میاں عباس احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و سید مبارک احمد صاحب سابق پروفیسر ٹی ۔ آئی کالج ربوہ مندرجہ ذیل معززین شہر بھی مدعو تھے ۔

(۱) جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب باجوہ رئیس قادیان ۔

(۲) جناب ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی قادیان

(۳) جناب بادا بلونت سنگھ صاحب پریذیڈنٹ کانگرس کمیٹی ۔

(۴) جناب سردار ست نام سنگھ صاحب باجوہ سب رجسٹرار میونسپل کمیٹی ۔

(۵) جناب صوبیدار ٹھاکر سنگھ صاحب باجوہ برادر جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب وزیر حکومت پنجاب

(باقی صفحہ ۲ پر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاعات

ربوہ ۲۱ فروری سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا :-

آج کمزوری محسوس ہو رہی ہے ۔

احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں ۔

کل ۲۰ فروری کے مبارک دن سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فضل عمر ہسپتال ربوہ کی نئی پختہ عمارت اور مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے دفتر کا سنگ بنیاد رکھا اور اجتماعی دعا کرائی ۔

اخبار احمدیہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو آنکھ اور کان میں اب کافی افاقہ ہے ۔ البتہ ابھی گلے میں تکلیف باقی ہے ۔ سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کے متعلق کراچی کی رپورٹ مظہر ہے کہ اب خدا کے فضل سے بہت افاقہ ہے ۔ ڈاکٹر صاحب نے آخری ٹسٹ کے بعد حالت تسلی بخش بتائی البتہ کبھی کبھی گھبراہٹ کی تکلیف ہو جاتی ہے ۔ احباب حضرت میاں صاحب اور سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں ۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ کو اب خدا کے فضل سے افاقہ ہے ۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرماتے رہیں ۔

عرس حضرت خواجہ صاحب اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

اور

اُن کا حقیقی مشن

(از جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی ۔ اے ناظر بیت المال قادیان)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کے موقعہ پر جب میں اجمیر پہنچا میری ملاقات بہت سے سجادہ نشینوں اور مشائخ سے ہوئی ۔ کئی ایک نے مجھے وہاں دیکھ کر از راہ حیرت و تعجب میرے آنے کی غرض دریافت کی ۔ ان تمام دریافت کرنے والوں کی خدمت میں میرا صرف یہ ایک ہی جواب تھا کہ حضرت خواجہ صاحب رح ہم سب ہی کے مشترکہ بزرگ ہیں ۔ گو ہم رسمی طور پر عرس اور اس کے لوازمات قوالی و سماع وغیرہ کو درست نہیں سمجھتے ۔ لیکن جس حد تک حضرت خواجہ صاحب رح کے مزار مقدس پر آکر دعا کرنے اور اپنے ایمان کو تازہ کرنے کا تعلق ہے ہم اس کو بدرجۂ اعلیٰ پسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہیں ۔ باقی عرس کی خاص تقریب پر میرے آنے سے یہ فائدہ تو ضرور ہوا ہے ۔ کہ آپ جیسے احباب سے شرف ملاقات حاصل ہوا ۔ اور اس مقدس مرکزی مقام پر ایک حد تک تبادلۂ خیال کر کے جماعت احمدیہ قادیان کے امن و صلح اور محبت سے تبلیغ اسلام کے مشن سے خبردار کرنے کا بہترین موقع ملا ہے ۔

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کا نظارہ دیکھ کر میری طبیعت پر افسوس اور خوشی کا ملا جلا اثر پیدا ہوا ہے ۔ افسوس اس وجہ سے کہ بڑے بڑے مذہبی راہنما کہلانے والے سجادہ نشین اور علمائے دین نے اپنی توجہ اور روحانیت کو صرف قوالی کے چند دلچسپ اشعار اور نغمہ و سرود کی ظاہری دلکش مترنم آوازوں میں اُلجھا رکھا ہے ۔ اور جذبات کی بے راہ روی میں یہ حرکات شرک کی حد تک جا پہنچی ہیں ۔

روحانی طور پر زندہ رہنے کی تمنا

خوشی اور مسرت اس وجہ سے ہوئی کہ اس مادہ پرستی اور ایٹم بم کے تباہ کن دور میں بھی روحانیت کی پیاسی اور متلاشی حق دنیا لاکھوں کی تعداد میں کھنچی چلی آئی ہے ۔ جو خالص روحانی تسکین حاصل کرنے اور بزرگان دین کے آستانہ پر عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کے لئے اپنے جسمانی آرام و آسائش کو خیرباد کہہ کر سینکڑوں ہزاروں میلوں سے سفر کر کے یہاں جمع ہوئی ہے ۔ یہ اجتماع محض اخلاص اور عقیدت کا اجتماع ہے اور اپنی بعض رسمی خامیوں کے باوجود یہ علامت ہے اس بات کی کہ ہم میں روحانی طور پر زندہ رہنے بڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے حضور مقبولیت حاصل کرنے کی صلاحیت بفضلہ موجود ہے ۔ اگر ہم اپنے اعمالی وکردار کو اور سوچنے کے انداز کو صحیح طور پر بروئے کار لانے کی کوشش کریں تو ہماری ہر طرح کی دینی اور دنیوی مشکلات کے پہاڑ ایک گرد راہ سے زیادہ روک ثابت نہیں ہو سکتے ۔

حضرت خواجہ صاحب رح کا کام

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے تبلیغ اسلام کے مشن کو جس کامیابی کے ساتھ ہندوستان کی سرزمین میں پھیلایا اور اُن کے بعد آپ کے جانشینوں نے یعنی حضرت قطب الدین صاحب بختیار کاکی رح ۔ حضرت بابا فریدالدین صاحب شکر گنج رح ۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین صاحب اولیاء رح نے جس محبت و اخلاص سے کوشش اور ہمت کر کے سرزمین ہند میں اس سرسبز پودے کو ایک بڑا تناور درخت بنا دیا ۔ اس سے ہمیں ایک بہت بڑا سبق ملتا ہے اور ہماری امیدوں کے چراغ روشن ہوتے ہیں ۔ اور ہماری بہت سی ذہنی پریشانیاں و مایوسیاں کافور ہو جاتی ہیں ۔ اگر ہم خواجہ صاحب رح کی زندگی کی مشکلات اور اُن کی کوششوں اور ہمت و کامیابی کے مراحل پر ایک سرسری

(باقی صفحہ ۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔

ذکسا وذکیا

(از اسسٹنٹ ایڈیٹر)

قابلِ غور

وزیر اعظم پنڈت نہرو نے ۱۲؍ فروری کو امرتسر میں کانگرس کے کھلے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

" مجھے فخر ہے کہ اردو میری زبان ہے مگر
مجھے ندامت ہے کہ میرے صوبہ کے کچھ
لوگ اردو کی مخالفت کر رہے ہیں انہیں
خدشہ ہے کہ اس سے ہندی کو نقصان
پہونچے گا ہم کسی زبان کو دبانا نہیں چاہتے۔"

(پرتاپ ۱۴ ؍ ۲)

ذرا غور فرمایئے اس کے مخاطب کون ہیں۔ ایک طرف ہم اپنے وزیر اعظم کی غیر ملکوں میں عظیم شخصیت پر فخر کرتے ہیں۔ اور آپ کی رائے کو دنیا کے سیاسی مدبروں پر غالب خیال کرتے ہیں۔ مگر ہمارے اپنے گھر کی یہ حالت ہے کہ آج وہ ایسے الفاظ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ جو عام حالات میں نہیں کہے جا سکتے۔ اگر اردو کو اس کا اصل مقام دیا جاتا اور اس کی مخالفت میں ایسا زور نہ لگایا جاتا۔ تو وزیر اعظم کو اس طور پر اظہار نہ کرنا پڑتا۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ وزیر اعظم کے اس اظہار افسوس کے باوجود اردو مخالف عنصر پر کچھ اثر نہ ہوگا اس بات کا تلخ تجربہ تو ہم نے امرتسر کی نمائش ہی میں کر لیا جبکہ تمام مصنوعات پر انگریزی ہندی اور گورمکھی کے تعارفی نوٹ تھے مگر اردو کا کہیں نام ونشان نہ تھا حالانکہ یہ نمائش اس صوبہ کے ایک بڑے شہر میں لگائی گئی تھی جس کی غالب اکثریت اردو سمجھتی اور پڑھتی ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس صوبہ میں چھپنے والے اخبارات کی کثرت اشاعت اسی زبان یعنی اردو میں ہی ہے۔

گویا نمائش کے تعارفی بورڈوں نے وزیر اعظم کے خدشہ کا تازہ ثبوت پیش کر دیا۔ جبکہ اسی علاقہ کی اکثریت اردو میں لکھے گئے نوٹوں سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکتی تھی۔ اور اس کا اصل مقصد بھی پورا ہو سکتا تھا!!

استہزاء کی حقیقت

افسوس جس امت مرحومہ کو خیر امت کے نام سے پکارا گیا۔ جس کے دین کو خدا کا پسندیدہ دین قرار دیا گیا جس کے مذہب کو زندہ خدا کی حمایت حاصل تھی اور اُس کی زندگی کے آثار ہر زمانہ میں دکھائے جانے کا وعدہ دیا گیا تھا آج اس امت کے ادبار کا یہ حال ہے کہ اگر اسے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اسلام کے شیریں پھل کا نمونہ اس زمانہ میں بھی نظر آتا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اس سے مستفید ہوتے نہ صرف یہ کہ اُسے درخورِ اعتنا نہیں سمجھا جاتا بلکہ اُس کے دعوے پر استہزاء سے کام لیا جاتا ہے چنانچہ اس کی ایک تازہ مثال اخبار رہبر کانپور میں شائع ہونے والے ایک مضمون کے ان الفاظ میں پائی جاتی ہے جس میں مضمون نگار نہایت بے باکی سے لکھتا ہے:-

" انگریزوں کی ان چالوں میں سرکاری
نبی کی پیداوار اور تو کچھ زیادہ مفید
نہ ثابت ہوئی کروڑوں روپے کے خرچ
کے بعد گمراہوں کی تعداد ہزاروں سے
آگے نہ بڑھ سکی۔ البتہ پیر، مفتی، مجتہد،
مجددِ ضرور کامیاب ہوئے اور اس
راہ سے ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں
کو جادۂ حق وصدق سے ہٹایا گیا۔"

(رہبر کانپور ۱۱؍ فروری)

کون نہیں جانتا کہ انگریز ہندوستان سے گیا۔ تو بین الاقوامی پولیٹیکل حالات اور ہندوستانیوں کی غیر معمولی بیداری کے باعث اور جب تک یہاں رہا اُس نے خوب سمجھ اور دانائی سے حکومت کی۔ اور اب جبکہ وہ اس ملک کو چھوڑ چکا ہے۔ تو اب یار لوگ اس کی طرف طرح طرح کی باتیں منسوب کرتے چلے جاتے ہیں۔ جو زیادہ تر اُن کے اپنے دماغ ہی کی اختراع ہوتی ہیں۔ بطور نمونہ اس مثال کو لے لیجئے اور اس پر ذرہ تنقیدی نگاہ دوڑایئے۔ وہ انگریز جس نے ہندوستان پر ایک خاصہ زمانہ اپنی ہوشیاری اور چالاکی سے حکومت کی وہ اتنا ہی احمق تھا کہ اپنے حکومتی مذہب کے خلاف آواز اُٹھانے والے کو کھڑا کرتا؟ افسوس یہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے تو اپنے دعوے سے مسیحی مذہب کو بیخ وبُن سے اکھیڑ پھینکا۔ بھلا وہ شخص جو ان کے خداوند کی موت کو ثابت کرتا ہے۔ اور اُس کی صلیب کو پاش پاش کرتا ہے وہ اُن کا حامی ہو سکتا ہے؟ ہاں یہ بات قرین قیاس ہو سکتی ہے کہ عامۃ المسلمین جو حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ انگریزوں کے ہاتھ مضبوط کرنے والے ثابت ہوئے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سینکڑوں موحد تثلیث پرست کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور اس طرح انگریز کے پاؤں اس ملک میں زیادہ جمنے لگے۔ باقی رہا مضمون نگار کا یہ کہنا کہ "گمراہوں کی تعداد ہزاروں سے آگے نہ بڑھ سکی"۔

اگر محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح جانشین اور آپ کے لائے ہوئے دین کو اکنافِ عالم میں پھیلانا اور ایک دنیا کو آپ کا گرویدہ بنا دینا گمراہی ہے تو بے شک یہ گمراہی اچھی ہے جس سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فدایاں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ ماسوا اس کے احمدیہ جماعت کے افراد کی تعداد مخالفت کے علی الرغم ہزاروں سے لاکھوں تک پہونچ چکی ہے اور بفضلہ تعالےٰ یہ سلسلہ ہند وپاکستان کے علاوہ غیر ممالک میں سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اور آج دنیا کا کوئی براعظم ایسا نہیں جہاں احمدیت کے نام لیوا موجود نہیں اور سلسلہ حقہ کی یہ ترقی بموجب آیۂ قرآنیہ:

" انا نأتی الارض ننقصها من
اطرافها افهم الغالبون۔

جملہ معترضین کو لاجواب کر رہی ہے۔ کہ ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں انہیں کے بھائی حلقہ بگوش احمدیت ہو رہے ہیں!!

بہرحال ایک طرف تائید الٰہی اپنا جلوہ دکھا رہی ہے تو دوسری طرف استہزاء کرنے والے اپنا حق ادا کر رہے ہیں۔ مگر کیا ان کا یہ طریق اس جماعت کو کچھ نقصان پہنچا سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے آج سے کئی سال پیشتر فرمایا تھا:-

" ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو گالیاں
دو جس قدر چاہو اور ایذا اور
تکلیف دہی کے منصوبے سوچو
جس قدر چاہو اور میرے
استیصال کے لئے ہر قسم کی
تدبیریں اور مکر سوچو جس قدر چاہو پھر
یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دیگا
کہ اس کا ہاتھ غالب ہے"۔

(اربعین ص۲)

تعجب انگیز اور باعثِ عبرت

دنیا میں چند روزہ زندگی گزارنے کے بعد انسان ہمیشہ ہمیش کے لئے اس دارِ فانی کو چھوڑ جاتا ہے۔ اور بعد میں وہ اپنے نیک و بد اعمال کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ انسان کو اپنے پیچھے اچھے اعمال کا نقش چھوڑ جانا چاہیئے اور اس کے لئے اس زندگی میں جد وجہد چاہیئے۔ بایں ہمہ دنیا میں بیسیوں ایسے افراد گزرے ہیں جو اپنی شبانہ روز مساعی سے ملک و قوم کی ترقی اور سربلندی کے لئے کوشش تو کرتے ہیں اور بسا اوقات ان کی کوششیں ملک و قوم کو ایک خاص مقام بھی حاصل کرا دیتی ہیں۔ اور ایک مدت تک قوم میں اس کا طوطی بولتا ہے لیکن دوسرے وقت زمانہ ایسا پلٹا کھاتا ہے۔ کہ ان کی وہی کوششیں اُن کی نیک نامی کی بجائے موجب فضیحت سمجھی جاتی ہیں۔ چاہو اس کا نام قوم کی احسان فراموشی رکھ لو یا اُن کی اپنی بدنصیبی سے یاد کر لو بہرکیف بعض حالتوں میں صورت یہی نظر آتی ہے۔ اس کی تازہ مثال روس کے مشہور کمیونسٹ لیڈر سٹالن کی ہے۔ جس نے اپنے زمانہ میں روس اور کمیونزم کو وہ ترقی دی جس کی مثال نہیں ملتی۔ اُس نے نہ صرف یہ کہ لاکھوں مربع میل کا رقبہ سوویٹ حکومت میں ملایا۔ بلکہ روس کو موجودہ دنیا کی بڑی طاقتوں میں لا کھڑا کیا۔ وہ آہنی مرد کے نام سے یاد کیا گیا۔ اُس کے نام پر شہروں، قصبوں اور دیہات کے نام رکھے گئے۔ حتیٰ کہ اس کی اس محبوبیت سے یہ خیال گزرتا تھا کہ اس کی قوم ہمیشہ ہی احسان مندی سے اپنے سر اس کے سامنے جھکاتی رہے گی۔ مگر کون کہہ سکتا تھا کہ سٹالن کی موت پر ابھی تین سال بھی پورے نہ ہونگے کہ وہی لوگ جو پہلے سٹالن کے گُن گایا کرتے تھے۔ اور جنہیں سٹالن نے اتنا اوپر پہنچایا کہ اُس کی موت کے بعد لیڈری کے لئے اُن کی جگہ محفوظ ہو گئی۔ آج سٹالن کو نالائق اور دھوکہ دینے والا قرار دیں گے۔ چنانچہ سٹالن کے نظریات اور اس کی پالیسی کے بارہ میں روسی رہنماؤں کے حالیہ بیانات یقیناً حد درجہ تعجب اور بیک وقت باعث عبرت بھی ہیں۔ آج برملا طور پر اُس کی پالیسی پر کڑی نکتہ چینی کی جا رہی ہے۔ آخر یہ نوبت کیوں آئی؟ اور ایسے بد انجام سے بچاؤ کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

سو واضح ہو کہ درحقیقت یہ قدرت کی ایک مخفی سزا ہے۔ جسے عبرت کی آنکھ ہی دیکھ سکتی ہے۔ کمیونزم کا سب سے پہلا وار مذہب پر ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں میں اس سے نفرت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ اور اُسے بھیانک شکل میں پیش کرتے ہوئے اُن کے لئے سراسر مادہ پرستی کا ماحول پیدا کرتا ہے جس سے انسانی فطرت صحیحہ کے ہر قسم کے نیک رجحانات تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس مذہب انسانی فطرت کی صحیح راہنمائی کا نام ہے۔ اُس کی حقیقی ترقی کے راستوں کو ہموار کرنے کا ذریعہ ہے جس کا پہلا قدم انسان کو حقیقی انسان بنانا اور آخری نقطہ پیدائش انسان کی حقیقی غرض کو پورا کرنا ہے۔ جو وصال الٰہی کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔

مادہ پرستی کے علمبردار اور قوم میں اُس کے لئے احسان فراموشی کے جذبات کی عبرت ناک مثال آپ کے سامنے ہے۔ اس کے مقابل پر مذہب کے علمبرداروں کی حالت اس سے بالکل برعکس ہے۔ اگرچہ نادان دنیا ابتداء میں اُن کے نظریات اور خیالات سے قسمت مخالفت کرتی بلکہ بسا اوقات اُس کی جانی دشمن بن جاتی ہے۔ لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے وہ اس کی قدر پہچانتی اور اُس کی گرویدہ بنتی چلی جاتی ہے۔ اور بالآخر پچھلے لوگوں میں ان کا ذکر خیر قائم رہتا ہے۔ اس عجیب نقطہ کی طرف قرآن پاک ان الفاظ میں اشارہ کرتا ہے:-

"وترکنا علیه فی الاخرین"

کہ ہم نے اُس کا (یعنی ہر روحانی راہنما کا) ذکر خیر پچھلے لوگوں میں چھوڑا!!

پس جہاں مادہ پرست راہنما کا انجام باعث عبرت ہے مذہبی راہنما کا نیک انجام قابل رشک اور باعث صد افتخار ہے!! اس لئے مبارک ہے وہ انسان جو ان باتوں پر غور کرتے ہوئے اپنی زندگی میں ایسا انقلاب لانے کی راہ سوچے جس کے نتیجہ میں اُس کا ذکر خیر دنیا میں باقی رہے۔ جس کے متعلق [illegible] وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون۔

خطبہ جمعہ

وہ کونسے ذرائع ہیں جن سے خدمتِ دین اور علمی ترقی کا جذبہ دائمی طور پر جماعت میں قائم رہے؟

جماعت کے نوجوان خصوصیت کے ساتھ اس سوال پر غور کریں اور جس نتیجہ پر پہنچیں اس سے مجھے بھی اطلاع دیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۷ جنوری ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس:۔ مولوی محمد سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

یوں تو کئی دنوں کے بعد آج صبح کے وقت طبیعت اچھی تھی۔ اور اصل بیماری میں نمایاں فرق نظر آتا تھا لیکن اچانک مجھے

پیچش کی شکایت

ہوگئی۔ یہ پیچش صبح کی نماز کے وقت سے شروع ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے آج بھی خطبہ کو مختصر رکھنا پڑے گا۔ میں آج جماعت کے نوجوانوں سے بالعموم اور

مبلغین کلاس کے طلباء سے

بالخصوص یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ باتیں ایسی ہیں جو انہیں ہمیشہ سوچنی چاہئیں۔ آخر دنیا میں دو ہی قسم کے نظارے نظر آتے ہیں۔ ایک تو خدائی نظام ہے۔ اور دوسرا دنیوی نظام ہے۔ دین کے ماہرین کہتے ہیں کہ یہ دنیا سات ہزار سال سے چل رہی ہے۔ اور سائنس کے ماہرین کے نزدیک سات ہزار سال تو الگ رہا۔ سات ارب کا اندازہ بھی کم ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک یہ دنیا سات کھرب سال سے چلتی چلی آرہی ہے۔ بہرحال اس دنیا میں جو سات ہزار یا سات کھرب سال سے چلی آرہی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خدائی قانون کے ماتحت ایک بیل مرتا ہے تو کچھ اور بیل پیدا ہوجاتے ہیں۔ ایک بھینسا مرتا ہے۔ تو کچھ اور بھینسے پیدا ہوجاتے ہیں۔ فاختائیں مرتی ہیں تو کچھ اور فاختائیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ کبوتر مرتے ہیں۔ تو کچھ اور کبوتر پیدا ہوجاتے ہیں۔ مرغیاں مرتی ہیں تو کچھ اور مرغیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اسی طرح انسان مرتے ہیں تو ان کی جگہ کچھ اور انسان پیدا ہوجاتے ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے تو تاریخ محفوظ نہیں۔ لیکن سینکڑوں سال تک کی تاریخ محفوظ ہے اور ان سینکڑوں سال کی تاریخ پر جب ہم نظر دوڑاتے ہیں۔ تو ہمیں

یہی نظارہ نظر آتا ہے

کہ ہر زمانہ میں انسان ایک دوسرے کی جگہ لینے کے لئے آتے رہے ہیں کسی وقت اگر رومی بادشاہ نظر آتے ہیں۔ تو ان کے بعد ایرانی بادشاہ آجاتے ہیں۔ جب ایرانی بادشاہ مٹ جاتے ہیں۔ تو یونانی بادشاہ نظر آنے لگتے ہیں۔ یونانی بادشاہ مٹ جاتے ہیں۔ تو مغل بادشاہ نظر آنے لگ جاتے ہیں مغل بادشاہ مٹ جاتے ہیں۔ تو پٹھان نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ پھر یورپ کو دیکھ لو وہاں بعض جگہ ہزاروں سال سے بادشاہت کا ایک تسلسل نظر آتا ہے۔ اسی طرح روس کو لوگ ظالم کہتے ہیں۔ اور اس نے فی الواقعہ بڑے ظلم کئے ہیں۔ لیکن اس میں بھی حکومت کا ایک تسلسل قائم تھا اور آج تک قائم چلا آتا ہے۔ مثلاً دیکھو زار مٹ گیا تو اس کی جگہ لینن آگیا لینن مرگیا تو اس کی جگہ سٹالن نے لے لی۔ جب سٹالن مرگیا تو حکومت کی باگ ڈور مالنکوف نے سنبھال لی۔ اور مالنکوف کے بعد بلگانن آگے آگیا۔ بہرحال ہمیں روس میں بھی یہ نظر آتا ہے۔ کہ جب ایک لیڈر مرتا یا استعفیٰ دیتا ہے۔ تو دوسرا اس کی جگہ لینے کے لئے آجاتا ہے۔ لیکن

کیا وجہ ہے

کہ مسلمانوں میں حکومت کا یہ تسلسل نظر نہیں آتا۔ بے شک شروع شروع میں کچھ عرصہ تک ایک تسلسل نظر آتا ہے۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ تو آپ کی جگہ حضرت ابوبکرؓ نے لے لی حضرت ابوبکرؓ فوت ہوئے تو

حضرت عمرؓ

نے آپ کی جگہ لے لی۔ حضرت عمرؓ فوت ہوئے تو بیا ہے حضرت عثمانؓ اس شان کے خلیفہ نہیں تھے جس شان کے حضرت عمرؓ تھے۔ لیکن بہرحال انہوں نے حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد کام سنبھالا اور ان کی جگہ لے لی۔ اور جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو حضرت علیؓ نے ان کی جگہ لے لی۔ اور جب حضرت علیؓ شہید ہوئے تو بنو امیہ نے ان کی جگہ لے لی۔ بنو امیہ کے زوال کے بعد بنو عباس برسر اقتدار آگئے اور انہوں نے اسلامی حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ لیکن اس کے بعد یہ تسلسل قائم نہیں رہا۔ اس کے مقابل میں ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ میں ہزار ہزار سال تک بعض خاندان برسر اقتدار رہے ہیں۔ روس اور چین میں بھی اس قسم کا تسلسل نظر آتا ہے۔ لیکن

مسلمانوں میں یہ تسلسل نظر نہیں آتا

مثلاً دیکھو غزنویوں کے بعد ایرانی غالب آئے۔ اور ایرانیوں کے اختلاط کے بعد مغل آگے آئے جب مغل مٹ گئے۔ تو پٹھانوں نے زمام حکومت سنبھالی اور پٹھانوں کے بعد دوسری قومیں آئیں۔ لیکن ایک ہی قوم یا ایک ہی خاندان میں مسلسل حکومت نہیں چلی میرے نزدیک اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ یورپین لوگوں کو اپنے نفسوں پر قابو ہے۔ لیکن ہمیں وہ قابو حاصل نہیں۔ ان میں سے جو لوگ قابل ہوتے ہیں۔ وہ ان کی قابلیت قبول کرتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے چلتے ہیں۔ ان میں یہ نہیں ہوتا کہ وہ قابل لوگوں کو نیچے گرا دیں۔ اور ان کی جگہ خود سنبھال لیں۔ لیکن مسلمانوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ وہ

قابل لوگوں کی قدر نہیں کرتے

اور نہ انکے پیچھے چلتے ہیں۔ بلکہ انہیں گرا کر خود ان کی جگہ سنبھال لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم قابلیت اور ناقابلیت کو نہیں جانتے۔ ہمیں صرف اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ کس طرح یہ جگہ خود سنبھال لیں اور اس مقصد کی خاطر اگر دوسرا شخص قابل بھی ہو۔ تب بھی اسے گھسیٹنا چاہیئے۔ اور اسکی جگہ خود لینی چاہیئے۔ مجھے ایک دفعہ شیخ بشیر احمد صاحب نے بتایا کہ بنگال کے ایک بہت بڑے لیڈر لاہور آئے۔ تو میں نے ان سے کہا کہ جناب آجکل بنگال میں کیا ہو رہا ہے۔ اگر یہی فتنہ جاری رہا تو پاکستان کا امن مندوش ہوجائے گا۔ اس بنگالی لیڈر نے کہا شیخ صاحب یہ تو درست ہے۔ کہ بنگالی لڑائی نہیں کر سکتے۔ لیکن ہم میں

ایک اور خصوصیت بھی ہے

اور وہ یہ ہے کہ چاہے کوئی آجائے۔ ہم اسکے لئے اپنی کرسی چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں آجاؤ۔ اور اس جگہ کو سنبھال لو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم میں یہ وصف بھی ہے کہ ہم اسے اطمینان سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ بلکہ اسے اتنا گھسیٹتے ہیں کہ وہ مجبور ہو کر کرسی چھوڑ دیتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ یہی مسلمانوں کی عادت ہے۔ کہ وہ نہ خود حکومت کی کرسی پر بیٹھتے ہیں اور نہ کسی اور کو بیٹھنے دیتے ہیں

اس کا نتیجہ یہ ہے

اور باوجود اس کے کہ اعلےٰ تعلیم بھی لی ہے دنیا میں ہمارا کوئی اثر نہیں۔ حالانکہ اس تعلیم سے فائدہ اٹھا کر یورپین اقوام نے بڑی لمبی حکومت کی ہے۔ تم دیکھو ابن رشد سپین میں پیدا ہوا تھا۔ سپین میں اس کی کتابیں ۲۰۔۲۵ سال تک پڑھائی گئیں۔ لیکن فرانس میں اس کی کتابیں چار سو سال تک پڑھائی گئیں۔ گویا اس کی اپنی قوم اور اپنے ہم مذہب لوگوں نے تو اس کی کتابوں کو بیس پچیس سال کے بعد چھوڑ دیا۔ لیکن یورپین اقوام اب بھی اس کا نام بڑے ادب اور احترام سے لیتی ہیں۔ اور تسلیم کرتی ہیں کہ ہمارے کالجوں میں

ابن رشد کی کتابیں

چار سو سال تک پڑھائی جاتی رہی ہیں۔ آخر ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کیا نقص ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ قابل لوگوں کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں میں قابل لوگوں کا سلسلہ بہت کم ہے۔ حالانکہ اس سلسلہ کو بہت وسیع ہونا چاہیئے تھا۔ ایک مسلمان ایک دن میں کئی بار دعا کرتا ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر چار ہزار سال کا عرصہ گذر چکا ہے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام سے اس زمانہ تک ۱۹۰۰ سو سال اور حضرت مسیح علیہ السلام سے حضرت موسےٰ علیہ السلام تک ۱۸۰۰ سال اور حضرت موسےٰ علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ۷۰۰ سال کل ۴۴۰۰ سال ہوگئے۔ اور یہ

کم از کم اندازہ ہے

عیسائیوں کے اندازے تو اس سے زیادہ ہیں۔ ان کے اندازہ کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام پر چار ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ بہرحال ہم دعا تو یہ کرتے ہیں کہ اے اللہ تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر وہی برکات نازل فرما جو تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل پر نازل کی تھیں اور عملاً رسول کریم صلے اللہ علیہ کی وفات کے چند سال بعد ہی آپس میں لڑنے لگ جاتے ہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت کا عرصہ ۱۲ سال ہے۔ لیکن ان کی خلافت کے ابتدائی ۶ سال گذر جانے کے بعد ہی

مسلمانوں میں اختلافات پیدا ہوگئے

حضرت عثمانؓ نے ایک دفعہ فرمایا کہ میرا اور تو کوئی قصور نہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ میری عمر زیادہ ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے خلافت کا عرصہ زیادہ لمبا ہوگیا ہے۔ اور لوگوں پر گراں گزرتا ہے۔ حالانکہ آپ کی ساری خلافت ۱۲ سال کی تھی۔ غرض ہمیں سوچنا چاہیئے کہ جو بات دنیا کی دوسری اقوام میں پائی جاتی ہے وہ مسلمانوں میں کیوں نہیں پائی جاتی۔ پھر یہ بات آدمیوں تک ہی محدود نہیں بلکہ علوم کے بارہ میں بھی ہم میں یہی نقص پایا جاتا ہے۔

ابن سینا اور ابن رشد نے جس حد تک ترقی کی تھی ہم نے اس پر دھرنا مار لیا ہے۔ مگر یورپ نے انہی کے علوم کو ترقی دے کر دنیا میں علمی طور پر بلند مقام پیدا کر لیا ہے۔ یورپ کے مصنفین مسلمانوں کے علوم کی ہی نقل کرتے ہیں۔ اور خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کے علوم کو ترقی دے کر اس مقام کو حاصل کیا ہے۔ لیکن ہم نے بجائے ترقی کرنے کے یہ فیصلہ کر لیا کہ جو شخص ارسطو اور سقراط کے خلاف بات کہتا ہے۔ وہ کافر ہے۔ گویا ایک طرف تو ہم اپنے پرانے بزرگوں کے اس قدر قائل ہیں۔ کہ ان کے خلاف رائے دینے والے کو گردن زنی قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے موجودہ بزرگوں کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں بس تم اس کے متعلق غور کرو اور مجھ سے بھی مشورہ کرو۔ طلباء کو مجھ سے ملاقات کرنے کا اسی طرح حق ہے جس طرح بڈھوں کو ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھی طلباء آتے تھے۔ اور آپ سے مختلف مسائل پر گفتگو کیا کرتے تھے

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ

کا بھی یہی طریق تھا۔ ہم طالب علم آپ کے پاس چلے جاتے اور مختلف علمی سوالات دریافت کرتے اور آپ ان کے جوابات دیا کرتے تھے۔ صرف مجھے آپ اعتراض کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے حافظ روشن علی رضی اللہ عنہ صاحب کو تنقید کرنے اور سوالات کرنے کی بڑی عادت تھی۔ انہیں دیکھ کر ایک دن میں نے بھی بعض سوالات کر دیئے تو آپ نے فرمایا۔ میاں حافظ روشن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر تمہیں بھی سوالات کرنے کا شوق پیدا ہوا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا میں علم کے بارہ میں بخیل نہیں ہوں۔ مجھے جو کچھ آتا ہے۔ وہ میں بتا دیتا ہوں۔ لیکن جو مجھے نہیں آتا۔ وہ میں کیسے بتاؤں۔ اگر یہ باتیں مجھے معلوم ہوتیں۔ تو کیا یہ ہو سکتا تھا۔ کہ تمہیں نہ بتاتا۔ پس تم حافظ روشن علی رضی اللہ عنہ کی نقل نہ کرو۔ بلکہ خود بھی سوچو۔ اور غور کرو۔ آخر قرآن کریم میرا ہی نہیں تمہارا بھی ہے۔ اگر مجھے کوئی بات نہیں آتی۔ تو تمہارا بھی فرض ہے کہ تم

خود قرآن کریم کی آیات پر غور کرو

اور ان پر جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ ان کا جواب دو۔ میں بھی طلباء سے یہی کہتا ہوں کہ وہ خود غور کرنے کی عادت ڈالیں۔ اور جو باتیں میں نے بیان کی ہیں۔ ان کے متعلق سوچیں۔ اور پھر دوسرے لوگوں میں بھی انہیں پھیلانے کی کوشش کریں۔ یاد رکھو۔ صرف کتابیں پڑھنا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ان میں جو کمی تمہیں نظر آتی ہو۔ اسے دور کرنا بھی تمہارا فرض ہے۔ مثلاً تفسیر کبیر کو ہی لے لو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن کریم کا بہت کچھ علم دیا ہے۔ لیکن کئی باتیں ایسی بھی ہوں گی۔ جن کا ذکر میری تفسیر میں نہیں آیا۔ اسلئے اگر تمہیں تفسیر میں کوئی بات نظر نہ آئے تو تم خود اس سپارہ پر غور کرو۔ اور سمجھ لو۔ کہ شاید اس کا ذکر کرنا مجھے یاد نہ رہا ہو۔ اور اس وجہ سے میں نے نہ لکھی ہو۔ یا ممکن ہے وہ میرے ذہن میں ہی نہ آئی ہو۔ اور اس وجہ سے وہ رہ گئی ہو بہرحال اگر تمہیں اس میں کوئی کمی دکھائی دے۔ تو تمہارا فرض ہے کہ تم خود قرآن کریم کی آیات پر غور کرو۔ اور ان اعتراضات کو دور کرو۔ جو ان پر وارد ہوتے ہیں۔ پھر تم اس بات کے متعلق بھی غور کرو کہ انگلینڈ اور امریکہ کو کیوں لائق آدمی مل جاتے ہیں۔ اور ہمیں کیوں نہیں ملتے۔ تم میں سے بعض سمجھتے ہوں گے کہ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ انہیں تنخواہیں زیادہ ملتی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں گورنمنٹ کی تنخواہوں اور فرموں کی

تنخواہوں میں بہت زیادہ فرق ہے

لیکن پھر بھی گورنمنٹ کو اچھے کارکن مل جاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے انگلستان کا ایک وزیر خزانہ تھا۔ جسے دوسرے وزراء سے زیادہ تنخواہ ملتی تھی لیکن اس نے اپنے عہدہ سے اسلئے استعفیٰ دے دیا کہ اسے کوئی فرم تین گنا زیادہ تنخواہ پیش کر رہی تھی۔ اسے ان دنوں دس ہزار پونڈ یعنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ تنخواہ ملتی تھی لیکن ایک فرم نے اسے تین گنا یعنی ساڑھے چار لاکھ روپیہ پیش کر دیا۔ تو وہاں کی گورنمنٹ کی تنخواہوں اور فرموں کی تنخواہوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ لیکن پھر بھی ایک وزیر مرتا یا اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیتا ہے۔ تو انہیں دوسرا وزیر مل جاتا ہے۔ پھر ہم پر یہ کیا آفت ہے کہ ہمیں کسی کارکن کا قائم مقام ملنا مشکل ہو جاتا ہے حالانکہ تمہاری تنخواہوں اور گورنمنٹ کی تنخواہوں میں اتنا فرق نہیں جتنا انگلینڈ اور امریکہ میں گورنمنٹ اور پرائیویٹ فرموں کی تنخواہوں میں فرق ہے۔ اسی طرح تمہارے علماء کو

کتابیں تصنیف کرنیکا کوئی شوق نہیں

لیکن انگلینڈ اور امریکہ میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جنہوں نے پچاس پچاس سال تک فاقہ میں رہ کر زندگی بسر کی۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ انگلستان کا ایک مشہور مصنف ہے جس نے انگریزی زبان کی ڈکشنری لکھی ہے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ اُسے مالک مکان نے مکان سے نکال دیا اس لئے کہ اس نے کرایہ نہیں دیا تھا۔ لیکن وہاں کے بڑے بڑے لوگ بھی جب اس کا نام لیتے ہیں۔ تو بڑی عزت سے لیتے ہیں۔ شیکسپیئر کو ہی لے لو۔ جس کے ڈرامے تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ اس کے متعلق بھی مشہور ہے کہ بعض اوقات اس پر قرضہ ہو جاتا یا اسے فاقہ میں رہنا پڑتا۔ تو وہ کسی امیر کے ہاں چلا جاتا۔ اور اس سے کہتا کہ وہ اسے کچھ دے تا وہ اپنا قرضہ اتار سکے یا فاقہ سے نجات حاصل کر سکے۔ غرض وہ لوگ فاقوں کی پرواہ نہیں کرتے اور علم کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔

پھر کیا وجہ ہے

کہ یہاں علم کو بڑھانے کی طرف کوئی رغبت نہیں۔ یہاں جو بھی عالم ہوتا ہے۔ اس کی قلم کو زنگ لگ جاتا ہے۔ اور پھر اگر کوئی کتاب لکھتا ہے۔ تو ساتھ ہی مجھے درخواست پہونچ جاتی ہے۔ کہ حضور جماعت کے پاس میری سفارش کریں۔ کہ وہ میری یہ کتاب خرید لے۔ لیکن انگلستان اور امریکہ میں یہ رواج نہیں۔ وہاں لوگ کتابیں لکھتے ہیں۔ اور کسی مطبع یا فرم کو دے دیتے ہیں۔ کہ اسے شائع کر دو۔ نفع اور نقصان تمہارا۔ تم اسے بیچو۔ مجھے یہی فائدہ کافی ہے کہ دنیا تک میرا علم پہنچ جائے گا۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو تم ایسا کیوں نہیں کرتے۔ تمہیں بھی چاہیئے تھا کہ کتابیں تصنیف کرتے۔ اور کسی ادارہ کو دے دیتے۔ کہ وہ انہیں شائع کر دے۔ اور سمجھتے کہ میرے لئے یہی معاوضہ کافی ہے۔ کہ میں اپنے ملک اور قوم میں

علم کی اشاعت کا موجب

بنا ہوں۔ پس تم ان امور پر غور کرو۔ اور جس نتیجہ پر پہنچو اس سے مجھے بھی اطلاع دو۔ آخر اس جماعت نے قیامت تک چلنا ہے۔ اور اگر اسے کام کرنے والے نہ ملے۔ تو قیامت تک چلے گی کیسے؟ ہمارے ہاں تو چاہیئے تھا۔ کہ اگر ایک کارکن ریٹائر ہوتا۔ یا فوت ہوتا۔ تو اس کی جگہ بیس بیس کام کرنے والے مل جاتے۔ اور اس طرح کام جاری رہتا۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ ایک ناظر مرتا ہے۔ تو دو دو نسل تک اس کا قائم مقام نظر نہیں آتا۔ آخر تم سوچو کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ وہ کونسا گناہ ہے۔ جو ہم نے کیا ہے۔ اور عیسائیوں نے نہیں کیا۔ وہ کونسی کوتاہی ہے جو ہم سے سرزد ہوئی ہے۔ لیکن عیسائیوں سے وہ سرزد نہیں ہوئی۔ ان کے ہاں جب کوئی کارکن ریٹائر ہوتا ہے یا مرتا ہے۔ تو

قوم کے بیسیوں نوجوان

اس کی جگہ لینے کے لئے آجاتے ہیں۔ مگر ہماری جماعت میں ایسا نہیں۔ یہاں بیسیوں سال تک قائم مقام نہیں ملتا۔ مثلاً انگلستان میں چار سو سال سے فوج کے بڑے بڑے عہدوں پر نواب مقرر ہوتے ہیں جن کی تنخواہوں سے زیادہ ان کی پرائیویٹ آمدنیں ہوتی ہیں۔ اور ان سے وہ اپنے اخراجات پورے کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی ایسے امیر لوگ ہیں۔ جو اپنی اولاد کو قومی خدمت میں لگا سکتے ہیں۔ اور پھر ان کے اخراجات بھی مہیا کر سکتے ہیں۔ لیکن یہاں امراء کو وقف کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ اور اگر کوئی غریب خاندان میں سے زندگی وقف کر کے آجاتا ہے۔ تو امراء اس کی عزت نہیں کرتے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ یہ تو قابلِ فخر بات تھی۔ کہ جب کوئی کام کرنے والا موجود نہ تھا۔ تو یہ لوگ آگے آگئے۔ اور انہوں نے دین کا کام سنبھال لیا۔ پس میں

نوجوانوں سے کہتا ہوں

کہ وہ ان باتوں پر غور کریں۔ اور نہ صرف اپنی اصلاح کریں بلکہ اپنے دوستوں کی بھی اصلاح کریں۔ یورپ میں قاعدہ ہے۔ کہ نوجوان کسی ایک خیال کو لے لیتے ہیں۔ اور پھر اس کی تحریک دوسرے نوجوانوں میں کر کے ایک سوسائیٹی بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ہونا چاہیئے۔ انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے سپرد تو اور بھی کئی اہم کام ہیں۔ یہ تمہارا فرض ہے کہ تم غور کرو۔ اور سوچو۔ اور اس کے بعد کسی ایک خیال کو لے کر اپنی سوسائیٹی بنالو۔ اور اس خیال کو دوسرے نوجوانوں میں رائج کرنے کی کوشش کرو۔ اور انہیں بتاؤ کہ تمہارا فرض ہے۔ کہ تم جماعت کے کاموں کو رکنے نہ دو۔ بلکہ انہیں پوری طرح جاری رکھنے کی کوشش کرو۔ یہ کہنا کہ یہاں تنخواہ کم ملتی ہے درست امر نہیں۔ یورپ میں گورنمنٹ کی تنخواہوں اور پرائیویٹ فرموں کی تنخواہوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ لیکن پھر بھی حکومت کو کام کرنے والے آدمی ملتے رہتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو کھانا بہت سادہ ہوتا ہے۔ لیکن وہاں شراب کے ہی ایک گلاس پر اتنا خرچ آجاتا ہے۔ کہ ہم اسی خرچ میں ہفتوں گذار سکتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہاں لوگ قومی کاموں کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ پس تم

ان باتوں پر غور کرو

اور پھر مجھے بتاؤ۔ کہ تم نے غور کرنے کے بعد کونسی صورت نکالی ہے۔ کہ جس کے ذریعہ جماعت میں قومی خدمت کا جذبہ قیامت تک قائم رہے۔ اسی طرح جامعۃ المبشرین کے وہ طلباء جو آئندہ شاہد بننے والے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ دوسرے کالجوں کے طلباء سے بھی دوستی پیدا کریں۔ تاکہ ان کے خیالات میں تنوع پیدا ہو۔ کیمبرج۔ آکسفورڈ۔ اور قرطبہ کے کالجوں کو پادریوں اور مولویوں نے ہی شروع کیا تھا۔ اور وہی ابتداء میں پڑھایا کرتے تھے۔ لیکن اب ہمارے علماء یونیورسٹیاں اور کالج بنانے کی طرف توجہ نہیں کرتے اب وہ لوگ کالج بنا رہے ہیں۔ جن کا صرف تنظیم سے تعلق ہے۔ علم سے تعلق نہیں۔ اگر علماء اپنے فرائض کی طرف توجہ کرتے۔ تو یہ ان کا کام تھا۔ کہ کالج بناتے اور لوگوں میں تحریک کر کے ان میں جوش پیدا کرتے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ جو میں اس وقت کہہ رہا ہوں۔ مسلمانوں میں ایسے علماء گزرے ہیں۔ جنہوں نے باقاعدہ کالج چلائے اور قوم میں ایسے نوجوان تیار کئے۔ جنہوں نے بعد میں اسلام کی بڑی خدمت کی۔ ایران کے ایک عالم نے اپنے شاگردوں میں سے ۶۰ مبلغ ہندوستان میں تبلیغ کے لئے بھجوائے تھے۔ پھر خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں آدمی تبلیغ اسلام

کے لئے تیار کئے۔ جنہوں نے ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کی۔ آخر کیا وجہ ہے۔ کہ تم میں یہ روح نہیں پائی جاتی۔ اور کیا وجہ ہے کہ تم اس روح کو دائمی طور پر قائم رکھنے کے لئے ایسے شاگرد پیدا نہیں کرتے جو دین کی خدمت کے لئے آگے آئیں۔ حالانکہ تمہارا بھی فرض تھا۔ کہ تم ایسے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ایسے شاگرد تیار کرتے ہیں۔ جو اسلام کا جھنڈا اکناف عالم میں بلند کرتے۔ اور اشاعت علوم کا فریضہ بجالاتے۔

یاد رکھو جماعت میں

علوم جاری رکھنا

اور علمی کتب کی تصنیف کا سلسلہ جاری رکھنا تمہارا فرض ہے۔ میں نے یہاں اشاعت کتب کے لئے دو کمپنیاں بنائی تھیں۔ مگر وہ کام کو پوری طرح ادا نہیں کر رہیں۔ ایک دو کتابیں شائع کرنے کے بعد سو جاتی ہیں۔ جو کتابیں اس وقت تک لکھی جا چکی ہیں۔ وہ بھی ابھی تک شائع نہیں ہو سکیں۔ یورپ والے دو سو سال کی پرانی کتاب بھی شائع کر دیتے ہیں۔ اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ اسے کوئی خریدتا ہے یا نہیں۔ ان کا صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ وہ کتاب دنیا میں موجود رہے۔ لیکن ہمارے ہاں رواج ہے۔ کہ جو کام بھی کوئی شخص کرے گا تجارتی نقطۂ نگاہ سے کرے گا۔ مثلاً اگر اس کے سپرد دین کی کوئی خدمت کی جائے گی۔ تو وہ فوراً کہے گا۔ اس کے بدلہ میں مجھے کیا ملے گا۔ اگر وہ کوئی کتاب لکھے گا تو پہلے یہ سوچے گا۔ کہ اس سے مجھے کتنا نفع ملے گا۔ لطیفہ مشہور ہے۔ کہ کوئی سرد ملک کا آدمی تیز دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اس کے پاس سے کوئی شخص گذرا۔ اس نے اسے دھوپ میں بیٹھے ہوئے دیکھ کر کہا میاں اتنی تیز دھوپ میں کیوں بیٹھے ہو۔ پاس ہی سایہ ہے۔ یہاں آکر بیٹھ جاؤ۔ اس نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے۔ اور کہا۔ اگر میں سایہ میں بیٹھ جاؤں تو تم مجھے کیا دو گے۔ یہی حالت ہمارے لوگوں کی ہے کہ وہ جو کام بھی کریں گے۔ کسی دنیوی فائدہ کے پیش نظر کریں گے۔ اور کہیں گے آپ ہمیں دیں گے کیا۔ حالانکہ ان کی کسی خدمت کے نتیجہ میں یا کسی کتاب کی تصنیف کے نتیجہ میں جو فائدہ قوم کو پہنچے گا۔ وہ کوئی کم فائدہ نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی قوم کے بعض افراد کو پڑھاتا ہے۔ اور انہیں تعلیم دیتا ہے اور اس کی کوشش کے نتیجہ میں قوم میں تعلیم کی اشاعت ہوتی ہے۔ تو اس سے زیادہ تنخواہ اور کیا ہوگی پس میں نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ وہ جماعت میں اشاعت علوم کی روح کو قائم رکھیں۔ اور سوچیں کہ ہماری کمزوریوں کے دور کرنے کے کیا ذرائع ہیں اور

ایسی سکیمیں تیار کریں

جن پر عمل پیرا ہو کر جماعت کے کاموں کو ترقی دی جا سکتی ہو۔ کیونکہ وہ بھی بڑے بننے والے ہیں۔ اگر آج ان کا استاد پچاس سال کا ہے۔ اور وہ تیس سال کے نوجوان ہیں۔ تو بیس سال گذرنے کے بعد وہ بھی پچاس سال کے ہو جائیں گے۔ اور ان کے کندھوں پر جماعت کا بوجھ آپڑے گا۔ اگر آج سے انہوں نے اس کام کے لئے تیاری شروع نہ کی۔ تو پچاس سال کی عمر میں ان کے دل بھی ویسے ہی کڑھیں گے۔ جیسے اب میرا دل کڑھ رہا ہے۔ پھر اس کام کے لئے دنیوی تدابیر اور دعاؤں کی بھی ضرورت ہے۔ اس کی طرف بھی تمہیں توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ الہاماً فرمایا۔ کہ "اگر تمام لوگ منہ پھیر لیں تو میں زمین کے نیچے سے یا آسمان کے اوپر سے مدد کر سکتا ہوں"۔ (تذکرہ صفحہ ۱۵۱) مگر یہ مدد دعاؤں کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر

تم بھی دعائیں کرو

اور خدا تعالیٰ کی طرف سے خواب یا الہام کے ذریعہ تمہیں اطمینان دلا دیا جائے۔ کہ تم کامیاب ہو گے تو تمہارے دل کتنے خوش ہوں گے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ الہام نازل ہوا ہوگا کہ

"اگر تمام لوگ منہ پھیر لیں۔ تو میں زمین کے نیچے سے یا آسمان کے اوپر سے مدد کر سکتا ہوں"۔ تو آپ کا دل کتنا مضبوط ہوا ہوگا۔ اور آپ کس طرح

ہر قسم کی مشکلات کے باوجود

دنیا کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے ہوں گے پس تم بھی دعائیں کرو۔ اور اپنے طور پر کوششیں جاری رکھو۔ اور مجھ سے بھی اپنی کوششوں کا ذکر کرتے رہو۔ اور مجھے بتاتے رہو۔ کہ تم نے میری اس نصیحت سے کیا فائدہ اٹھایا ہے۔

میں نے ایک دفعہ تعلیم الاسلام کالج میں تقریر کی۔ اور

نوجوانوں کو تحریک کی

کہ انہیں اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کرنی چاہئیں۔ اور پروفیسروں کو بھی توجہ دلائی۔ کہ وہ اپنے شاگردوں کو وقف کی رغبت دلائیں۔ مگر کئی دن ہو گئے ابھی تک کالج کے کسی لڑکے نے اپنی زندگی وقف نہیں کی۔ اسی طرح چار پانچ سال ہوئے۔ میں نے کالج کے ایک پروفیسر کو اس کام پر مقرر کیا۔ لیکن اس نے بھی کوئی رپورٹ نہ دی۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اگر اس طرح کام کیا جائے۔ تو جماعت کی آئندہ ترقی کی کیا امید کی جا سکتی ہے۔ اگر جماعت نے قیامت تک چلنا ہے تو تمہیں بہرحال اپنے آپ کو ان ذمہ داریوں کے اٹھانے کے لئے تیار کرنا ہوگا جو ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام پورا ہو کر رہے گا۔ اگر تم اس کام کو سرانجام نہ دو گے۔ تو خدا تعالیٰ کسی اور ملک کے افراد کو اس کام کے لئے کھڑا کر دے گا۔ لیکن اگر ممالک کے افراد نے یہ کام سرانجام دیا تو اس سے مجھے اتنی خوشی نہیں ہو سکتی جتنی تمہاری وجہ سے خوشی ہو سکتی ہے۔ تم میرے حقیقی بیٹے تو نہیں ہو لیکن اس قرب کی وجہ سے جو مجھے تم سے ہے تم مجھے دوسروں سے زیادہ عزیز ہو۔ اگر بیرونی ممالک کے نوجوان آگے آگئے تو بے شک یہ ان کے لئے اور ان کے والدین کے لئے بڑی

خوشی اور برکت کا موجب

ہوگا۔ لیکن تم اس سے محروم رہ جاؤ گے۔ پس تم ان امور پر غور کرو اور مجھے بتاؤ کہ تم نے اس بارہ میں غور کر کے کیا حل تلاش کیا ہے۔ کیا تم نے اپنی اصلاح کر لی ہے۔ کیا تم نے اپنے اندر دعاؤں کی عادت پیدا کر لی ہے۔ کیا تم میں اور دوسرے نوجوانوں میں نماز کی پابندی اور دین کی خدمت کی رغبت پیدا ہو گئی ہے۔ کیا تمہیں اس بات کی تحریک ہو گئی ہے۔ کہ تم مختلف مسائل کے متعلق علمی کتابیں تصنیف کرو۔ ہمیں شرم محسوس ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ کئی ضروری باتیں مسلمانوں کی تصنیف کردہ کتابوں میں نہیں ملتیں۔ لیکن عیسائی مصنفین کی کتب میں ان کا ذکر مل جاتا ہے۔ تفسیر لکھتے ہوئے میں نے بعض کی تحقیق کی تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ ان کا ذکر ہماری تفسیروں میں نہیں۔ لیکن عیسائیوں نے ان کا ذکر کیا ہوا ہے۔ گویا اسلام کے تباہ کرنے والے لوگوں نے تو ہماری کتابیں پڑھیں لیکن خود مسلمانوں نے ان کا مطالعہ نہیں کیا۔ پس تم

علوم کی طرف توجہ کرو

اور دنیا کے سامنے نئی چیزیں پیش کرو اور یاد رکھو کہ زمانہ کی نئی رو اور نئی ضرورتوں کے ساتھ تعلق رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لو۔ آپ نے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ لیکن آپ کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جس قدر انکشافات فرمائے ہیں وہ دنیا کی نئی رو اور ضرورت کے مطابق ہیں۔ پس تم بھی

زمانہ کی رو اور ضرورت کو ملحوظ رکھو

اور یورپین مصنفین کی کتب کا مطالعہ کرو اور دیکھو کہ ان کے دماغ کس طرف جا رہے ہیں۔ اگر تم نے اس طرح کام کرنا شروع کر دیا تو تم دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے کاموں میں کس طرح برکت ڈالتا ہے۔ سلسلہ کا کام کس طرح چلتا ہے۔ لیکن یاد رکھو تمہاری کتابیں حقیقی طور پر اس وقت مفید کہلائیں گی جب خود عیسائی مصنفین یہ لکھیں کہ ہمیں اس وقت جو مشکلات پیش آرہی ہیں ان کا حل ہمیں انہی کتب سے ملا ہے۔

قادیان کی خواتین کی طرف سے جلسہ مصلح موعود

قادیان ۲۰ر فروری خواتین کی طرف سے جلسہ مصلح موعود ٹھیک ۲ بجے نصرت گرلز سکول میں زیر صدارت محترمہ امۃ القدوس صاحبہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد امۃ الرشید ملکانہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعائیہ اشعار جو اپنی اولاد کے حق میں ہیں پڑھے۔ اسکے بعد محترمہ استانی خورشید بیگم صاحبہ نے زندہ خدا کا زندہ نشان پیشگوئی مصلح موعود پر مضمون پڑھ کر سنایا۔ آپ نے پیشگوئی مصلح موعود اور اسکے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی کر بتایا کہ کس طرح خدا تعالیٰ کا وعدہ میعاد کے اندر اندر پورا ہوا۔ اس کے بعد محترمہ مبارکہ اہلیہ بشیر احمد صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کے مندرجہ ذیل پہلوؤں پر کہ فضل عمر ہوگا صاحب شکوہ اور عظمت ہوگا اور تین کو چار کرنے والا ہوگا روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح یہ الفاظ لفظاً لفظاً پورے ہوئے اس کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود اور منکرین کے چار اعتراضات اور انکے جوابات وضاحت سے بیان کئے اور بتایا کہ آپ ہی کے بابرکت وجود میں مصلح موعود کی جملہ علامات پائی جاتی ہیں۔ پھر ناصرات الاحمدیہ کی چھ لڑکیوں نے حضرت مصلح موعود کی درازی عمر کے لئے دعا جو نظم میں تھی پڑھ کر سنائی۔ سب سے آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض اور اسلام کی صداقت کا نشان یعنی پیشگوئی مصلح موعود اور حضرت مصلح موعود کا زمین کے کناروں تک شہرت پانا وضاحت سے بیان کیا۔ سب سے آخر میں حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اور درازی عمر کے لئے پُرزور دعا کی تحریک کی۔ اور حاضرین جلسہ خصوصاً غیر مسلم خواتین کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ پر آنے والی مستورات سے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے صدقہ لیا گیا۔ اس طرح جمع شدہ کل رقم مبلغ ۲/۱/۷ محترم امیر صاحب مقامی کو غرباء میں تقسیم کرنے کے لئے بھجوا دی گئی۔

جلسہ میں کثرت سے خواتین بھی شامل ہوئیں۔ جن میں ہندو سکول کا سارا سٹاف بھی شامل تھا۔ جنہوں نے نہایت دلچسپی سے ہمارے جلسہ کو سنا۔ اس موقعہ پر انگلش۔ ہندی اور گورمکھی کا لٹریچر بھی سکول کے سٹاف اور دیگر مستورات کو دیا گیا۔

جلسہ کے بعد نصرت گرلز مڈل سکول کی بچیوں کی کھیلیں کروائی گئیں جو بہت دلچسپ رہیں۔ اور آخر میں ہر کھیل میں اول آنیوالی لڑکی کو لجنہ کی طرف سے انعامات دیئے گئے۔ جلسہ کے دوران میں مختلف چیزوں کی دو دکانیں بھی لگائی گئیں جن سے مبلغ ۷/۱۳/۰ روپے منافع ہوا۔ جو لجنہ کی طرف سے اشاعت اسلام میں دیا گیا۔

معراج سلطانہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

قادیان میں جلسہ مصلح موعود

قادیان ۲۰ فروری ساڑھے نو بجے صبح مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن کریم اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام در بارہ مصلح موعود کے بعد پہلی تقریر مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نے "پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر" کے عنوان پر فرمائی آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل کس طرح لوگوں کے دلوں سے زندہ خدا کی یاد مٹ چکی تھی۔ اور آپؑ نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر زندہ خدا کو اُس کے زندہ نشانات سے ظاہر فرمایا۔ اور نہ صرف اپنے ملک میں اس نشان نمائی کا دعویٰ پیش کیا۔ بلکہ بیرونی ممالک یورپ و امریکہ کے بڑے سے بڑے لیڈران مذاہب کے نام بھی خطوط بھیجے۔ منجملہ ان عظیم الشان نشانہائے آسمانی کے آپ کو مصلح موعود کی پیدائش کا نشان بھی دیا گیا۔ جو رہتی دنیا تک حقیقت قرآن کریم اور صداقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر زندہ گواہ رہے گا۔

دوسری تقریر مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ بنگال کی تھی۔ آپ کی تقریر بعنوان پیشگوئی کے الفاظ "وہ جلد جلد بڑھے گا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا" پر مشتمل تھی۔ آپ نے تفصیلی طور پر بتایا کہ کس طرح آپ نے ابتداء سے ہی جلد جلد بڑھے اور خدا تعالیٰ نے غیر معمولی تائید آپ کے شامل حال فرمائی۔ اور مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد کس طرح آپ کے ذریعہ سے دین اسلام کی تائید اور نصرت کے سامان ہوئے۔ اور ہر قدم پر جس سرعت سے آپ کے ہاتھ پر جماعت نے ترقی کی وہ سب کے سامنے ہے۔ چوہدری صاحب نے بتایا کہ جب حضور مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں صرف چند آنے تھے مگر خدا کے فضل سے ہمارے پیارے مصلح موعود نے ہزاروں اور لاکھوں کے خرچ سے جماعت کی ترقی اور اُس کی وسعت کے پروگرام بنائے۔ اور خدا تعالیٰ نے ان سب میں کامیابی عطا فرمائی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ جماعت کی عظیم الشان ترقی کا ذکر کرتے ہوئے ان تمام بیرونی مشنوں اور جملہ مجاہدین کرام کے ٹھوس کام کا مختصر حال بیان کیا۔ اور بتایا کہ وہ لوگ جو ۱۹۱۴ء میں خلافت سے منہ موڑ کر احمدیت کے دائمی مرکز سے چلے وقت تعلیم الاسلام ہائی سکول اور دوسری سلسلہ کی عمارات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے تھے کہ ان پر عیسائیوں اور آریوں کا قبضہ ہوگا وہ آج دیکھیں کہ نہ صرف مرکز احمدیت میں سکول کالج وغیرہ کامیابی سے چل رہے ہیں۔ بلکہ بیرونی ممالک میں متعدد کالج اور ہائی سکول بھی اُس نور ایمان کو پھیلانے اور احمدیت کی تعلیم کو جاری کرنے کا موجب بنے ہوئے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں یہ کام روز بروز ترقی پر ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

چوہدری صاحب کی تقریر کے بعد مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے "پیشگوئی مصلح موعود کے عظیم الشان اثرات" کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ جب سخت تاریک اور لمبی رات بیتنے کا وقت آتا ہے تو اُفق مشرق سے طلوع فجر کی ایک سفید دھاری نظر آتی ہے جسے ابتداء میں صرف وہی لوگ پہچان سکتے ہیں جو اس بارہ میں علم و تجربہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت ایک طرف رات کی تاریکی اپنے دامن پھیلائے ہوئے ہوتی ہے تو دوسری طرف صبح صادق کی روشنی بالکل ہلکی ہوتی ہے۔ مگر یہ روشنی آہستہ آہستہ تیز ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور رات کے تاریک پردوں کو چاک کرتی ہوئی لحظہ بلحظہ کرۂ ارض کو منور کرتی جاتی ہے حتیٰ کہ چشمۂ خورشید اپنا منہ نکالتا اور براہ راست اس کی کرنیں زمین پر پڑنے لگتی ہیں وہ جلد جلد اوپر اُٹھتا ہے اور ایک وقت میں آکر اس کی آب و تاب کی روشنی آنکھوں کو چندھیا دیتی ہے اُس وقت اُس کے وجود سے کسی کو انکار نہیں ہوتا۔ اسی طور پر پیشگوئی مصلح موعود کے عظیم الشان اثرات بھی ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ ۱۸۸۶ء میں جب یہ پیشگوئی سب سے پہلے دنیا کو بتائی گئی تو لوگوں نے اس کی ہلکی روشنی دیکھ کر اس کی طرف توجہ نہ کی۔ مگر جس تحدی کے ساتھ اس عظیم الشان مصلح کے ظہور کی خبر دی گئی تھی۔ پھر مدت مقررہ کے اندر فرزند ارجمند کے پیدا ہو جانے پر غور کرنے والا ہر انسان پیشگوئی کے ابتدائی عظیم الشان اثرات سے باخبر ہو سکتا تھا۔ لیکن جب اس پیشگوئی کا حقیقی مصداق بموجب وعدہ الٰہی جماعت کا امام بنا۔ تو دنیا نے اس کی روحانی کرنیں براہ راست محسوس کرنا شروع کیں اور اس کے ذریعہ سے وہ کام ہونے لگے جس سے پیشگوئی کی اصل اغراض مقاصد پر پوری طور پر روشنی پڑنے لگی۔ اور اس کے حق میں یہ کہنا درست ہوا کہ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" اس نے قرآنی معارف کے دریا بہا دیئے۔ اُس نے زندہ خدا کا چہرہ دکھا دیا۔ علمی دنیا میں اپنی ساکھ بٹھا دی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آخری زمانہ میں یاجوج ماجوج کے عظیم الشان مقابلہ میں اُس کی راہنمائی کی بنیاد اس طور پر پڑی کہ اس وقت دنیا کی ساری کشمکش کا نقطہ مرکزی اس کے اقتصادی مسئلہ کے حل میں ہے۔ ہر ایک نے اسے اپنے نظریہ کے مطابق حل کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ اس کا حل ہی دنیا کے لئے مفید اور کارآمد ہے۔ مگر آپ نے اسلامی تعلیمات و ہدایات کی روشنی میں ایک حل دنیا کے سامنے رکھا اور بتایا کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ ساری دنیا اس حل سے فائدہ اُٹھائے گی اور بالآخر وہ دیکھ لے گی کہ ان کے نظریات دنیا کو امن نہیں دے سکتے۔ دنیا اسلامی نظریات کو اپنانے کے لئے مجبور ہوگی۔

مولوی صاحب نے اس تقریر کے اختتام میں حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ رؤیا بھی پڑھ کر سنایا جس میں یاجوج ماجوج کی طاقتوں کے ٹوٹنے اور آپ کی دعا سے کمیونزم کے اثر و دعا کے ختم ہو جانے کا ذکر ہے۔ اور بتایا کہ وہ وقت آنے والا جبکہ دنیا اپنے امن کے لئے ہمارے پیارے مصلح موعود کے سامنے جھکے گی اور اُس وقت اس پیشگوئی کے نہایت ہی عظیم الشان اثرات ظاہر ہونگے جو آفتاب نصف النہار کی مانند نہایت آب و تاب سے چمکیں گے۔

چوتھی تقریر محترم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان پیشگوئی کی الہامی عبارت "مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء" کی تشریح تھی۔ آپ نے نہایت ہی مدلل طور پر اس پر روشنی ڈالی اور سیدنا حضرت مصلح موعود کے متعدد کارناموں اور آپ کے تعلق باللہ کو مفصل طور پر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہم سب کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس قیمتی وقت کی قدر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بموجب وعدہ الٰہی شکر گذار کو خدا کے مزید انعامات حاصل ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت زیادہ نازل ہوتے ہیں۔

جناب حکیم صاحب کی تقریر کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے "مقام محمود" کی حقیقت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام دنیا میں اُس وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم تبلیغ پر زیادہ زور دیں اور اپنے عملی نمونہ کو پیش کریں۔ تا لوگ اپنے محسن اعظم کو پہچانیں۔ آپ نے اس ضمن میں حضرت مصلح موعود کے اُن کارناموں کا ذکر کیا۔ جو اشاعت دین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع کو دنیا کے سامنے پیش کرنے میں منصۂ شہود میں آچکے ہیں۔ بالآخر آپ نے مقامی لوگوں کو رجوع الی اللہ کی تلقین کی اور دعاؤں اور خدمتِ دین کی طرف زیادہ توجہ کرنے کی تاکید کی۔

چھٹے نمبر پر مکرم چوہدری سعید احمد صاحب بی اے واقف زندگی نے "خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا" کی الہامی علامت در بارہ مصلح موعود کو آسان اور مدلل پیرایہ میں بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح ابتدائے خلافت میں خدا تعالیٰ نے آپ کی تائید و نصرت کے سامان کئے۔ اور منکرین خلافت کو پسپا ہونا پڑا۔ اور پھر احرار کے پاؤں تلے سے کیسے زمین نکل گئی۔ اور وہ لوگ جو قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ خود ہی ذلیل و خوار ہوئے۔ مکرم چوہدری صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے اندر جاری ہونے والی اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن اور اُس کی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح مخالف حالات میں خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے مصلح موعود کے سر پر اپنے سایہ کا ثبوت دیا۔ اور یہ وہ حقائق ہیں جس کا کسی شخص کو بھی انکار نہیں۔

بالآخر صاحب صدر کی صدارتی تقریر اور دعا کے بعد سوا بجے جلسہ برخواست ہوا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

(نامہ نگار)

انڈین ہائی کمشنر کی آمد بقیہ صلا

(۴) پنڈت ملکھراج صاحب جنرل سیکرٹری کانگرس کمیٹی

کھانے سے فارغ ہو کر معزز مہمانوں نے مسجد اقصےٰ مسجد مبارک اور دفتر مقامی تبلیغ کی زیارت کی۔ مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم انگریزی اور بعض دوسری کتب کے تین سیٹ جو خوبصورت کاغذ میں لپٹے ہوئے تھے شری ڈیسائی صاحب شری الیسر صاحب اور شری راؤ صاحب کی خدمت میں پیش کئے جو انہوں نے بہت خوشی سے قبول کئے۔ اور پڑھنے کا وعدہ کیا۔

چونکہ وقت تھوڑا تھا۔ اور انہوں نے واپس جاکر لاہور سے ہوائی جہاز کے ذریعہ کراچی پہنچنا تھا۔ اس لئے بہشتی مقبرہ کو نہ دیکھ سکے۔

ہز ایکسیلنسی شری ڈیسائی اور ان کے ساتھیوں کی روانگی کے بعد جناب ڈپٹی کمشنر صاحب اور جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس گورداسپور نے مدرسہ احمدیہ۔ مہمانخانہ اور بہشتی مقبرہ کو دیکھا۔ اور مزار مبارک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور سلسلہ کے متعلق حالات دریافت کرتے رہے۔

کھانے وغیرہ کی تیاری کا انتظام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے گھر میں کروایا۔ جو خدا کے فضل سے نہایت تسلی بخش تھا۔

مقامی پولیس کے انچارج شری شرما صاحب نے رستہ اور دیگر ضروری مقامی انتظام کی نگرانی اور دیکھ بھال کی۔ اور ہر طرح سے تعاون فرمایا۔ اسی طرح پریذیڈنٹ صاحب میونسپل کمیٹی نے شہر کی صفائی بالخصوص احمدیہ محلہ کی صفائی کرنے میں خاص طور پر تعاون فرمایا۔ جس کے لئے ہم ان ہر دو صاحبان کے ممنون ہیں۔

زکوٰۃ کی ادائیگی مال کو پاکیزہ کرتی اور بڑھاتی ہے!

سیرۃ طیبہ کا ایک ورق

حضور سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اور اس سے سبق

از سید جعفر علی صاحب متعلم جماعت دہم مدرسہ اسلامیہ ہائی سکول سکندر آباد - دکن

(۱)

نوٹ:۔ سید جعفر علی ولد غلام دستگیر صاحب احمدی دہم کے طالب علم ہیں۔ سیرۃ کمیٹی سکندر آباد کی طرف سے مقابلہ کے امتحان میں پچھلے سال بھی فرسٹ آئے تھے اور اس سال بھی فرسٹ آئے۔ پچھلے سال کا موضوع "غزوات نبی اور اسکے مقاصد" تھے۔ اس سال کا مضمون "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اور اس سے سبق" تھا۔ پچھلے سال اس طالب علم کو رحمۃ للعالمین کتاب جلد اول و دوم انعام میں ملیں اور اس سال (۱) مسلمانوں کے زوال کے اسباب (۲) فلسفہ اخلاق کتاب انعام میں دی گئیں۔ سیرۃ کمیٹی کے صدر ایک غیر احمدی ایچ۔ ایم حسین صاحب ہیں اور اراکین بھی غیر احمدی معززین ہیں۔ لیکن اتفاق ہے کہ ہر دو سال ایک احمدی طالب علم ہی اول آیا چنانچہ زیر نظر مضمون اس دوسرے سال کا ہے جس پر اس کو انعام ملا۔ اس طالب علم کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

محمد اسمٰعیل فاضل وکیل یادگیر

مکی زندگی

سرور کائنات بعد عطائے نبوت تیرہ سال مکہ میں تشریف فرما رہے اس تیرہ سالہ زندگی کو مکی زندگی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میرے نبی کی مکی زندگی کا ہر لمحہ و ہر لحظہ ایک سبق دنیائے اسلام کے لئے رکھتا ہے۔ ان کا پیرو وہی ہو سکتا ہے جو قدم قدم پر ان کی زندگی کو مشعلِ ہدایت قرار دے کر دنیا میں بسر کرے۔ میرے نبی کی ہر ادا اور ہر حرکت موجب تقلید۔ پروردگار عالم نے خود ان کی زندگی پر ارشاد فرمایا کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کہ تمہارے نبی کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے

اس وقت دنیا کی حالت

آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے قبل تمام دنیا فسادات سے پر تھی۔ مخصوصاً خطۂ عرب جس میں طرح طرح کی برائیاں تھیں۔ جوا۔ شراب۔ دختر کشی۔ حق تلفی۔ بت پرستی۔ زنا۔ لوٹ کھسوٹ۔ جاہلیت سے قبائل میں لڑائیاں۔ یہ ان جیسی خطرناک چیزیں لوگوں کی دن رات کا مشغلہ تھیں۔ کیا امیر کیا غریب سب ہی عقائد اور اعمال کی وجہ سے بداعمالیوں اور بداخلاقیوں کی گندگی میں دھنسے جا رہے تھے

آپ کا کام

ایسے حالات میں حضور کی رونق افروزی ہوتی ہے تاکہ ان فسادات کو مٹایا جائے حضور یکہ و تنہا کوئی قوت۔ طاقت شریک حال نہیں۔ نہ دولت نہ ثروت۔ نہ کنبہ نہ برادری جو آپ کا ساتھ دے۔ آپ تن تنہا پناہ خدا میں خدا سے ٹوٹے ہوئے بندوں کو خدا سے جوڑنے اور ان کو سیدھے راستے پر ڈالنے کے لئے کھڑے ہو گئے ان بندگان خدا کو خدا کا پیغام سنایا۔ اور جب بات کی دعوت دیکر نعرہ بلند کیا وہ یہ تھا۔ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ۔ اے لوگو اللہ کے بندے بنے رہو اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اس آواز کے سنتے ہی دوست احباب عزیز و اقارب سارے کے سارے دشمن ہو گئے۔ آپ نے ارقم کے مکان کو تبلیغی کوششوں کا مرکز بنایا تھا۔ وہاں مسلمان جمع ہوتے تھے۔ باہم روحانی باتیں کرتے تھے۔ اور آنحضرت کی دعوت پر مشرف بہ اسلام ہوتے تھے۔

مخالفت

بانیانِ جور و جفا اس کو کب برداشت کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک ترکیب سوچی۔ اور مختلف تاجِ حکومت و ممبر کو بڑے بڑے لالچ دیئے تاکہ حضرت اس سے باز آجائیں۔ تاجِ شاہی آپ کے آگے پیش کیا گیا۔ آپ کو بادشاہ بنانے کے لئے سب راضی تھے۔ زر و جواہر آپ کے قدموں پر ڈالنے کے لئے تیار تھے۔ مشرکین مکہ نے کہا کہ ہم اپنی ساری دولت کے خزانے آپ کے قدموں پر نچھاور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جس قدر مال و زر دنیں آپ کو فرودگاہ ہے۔ ہم آپ کو ایک ادنے اشارے پر جمع کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ حسین سے حسین ترین لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ تو سارے قبائل کی لڑکیوں میں سے جس کا آپ انتخاب فرمائیں شادی کر دی جائے گی۔ یہ تین وہ چیزیں ہیں جو ایک جوان مرد اور بہادر کو نامرد بنا سکتی ہیں۔ یہ زر و زمین زن ہیں۔ لیکن سرکار نے ان تینوں کو ٹھکرا دیا اور فرمایا کہ میں تم سے دنیا کی کوئی چیز نہیں چاہتا میرا معاوضہ میرے خدا پر ہے۔ میرا دل تم سے تمہارے دل کی توجہ چاہتا ہے۔ اور میں نے جو جو باتیں بتلائی ہیں۔ خدا کے بندے ہو تو خدا کی رحمتوں پر قول و عمل سے گامزن ہو جاؤ۔ اس جواب کو سن کر ان کی آتشِ غضب اور بھڑک اٹھی۔

مسلمانوں کو ایذائیں و تکلیفیں

ان میں جو مسلمانوں کو اور ستایا جانے لگا۔ کسی کو گرم ریت پر لٹا کر سینے پر پتھر رکھا جاتا تھا۔ تاکہ کروٹ نہ لے سکے۔ کسی کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا جاتا تھا۔ اس طرح چنانچہ بلال تکمیل کرنے لگتی۔ کسی کو بوریئے میں لپیٹ کر دھواں چھوڑا جاتا تھا تاکہ دم گھٹ کر جان نکل جائے کوڑے سے اتنا مارتے کہ کوڑا ٹوٹ جاتا۔ اسی طرح کسی کے گلے میں رسی باندھ کر گھسیٹا گیا۔ نیزوں سے ہلاک کیا گیا۔ خود رسول کریم کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا گیا۔

تبلیغ کا ایک اور ذریعہ

جب سرور کائنات نے دیکھا کہ عوام اور غریبوں نے توجہ نہ کی تو آپ نے یہ خیال کیا کہ توحید و رسالت کا پیام پڑھے لکھے دولت مند سرمایہ دار و خوشحال امیر و امراء کے کانوں تک پہنچایئں۔ شاید کسی خدا کے بندے کے دل میں بات اتر جائے۔ اور اس کی وجاہت و شخصیت اللہ کی راہ میں کام آئے۔ یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ اگر یہ بڑے بڑے امراء و سردار ایمان لائیں تو پھر ان کا دیکھا دیکھی غریبوں کا ایمان لانا آسان ہوگا۔ اس آس و ترقی کی امید پر آپ نے سفر طائف اختیار کیا۔

سفر طائف

طائف کا سفر پینسٹھ میل کی مسافت رکھتا ہے۔ آپ تن تنہا ایک خادم کے ساتھ تشریف لے گئے۔ نہ پہلے سے کوئی پیام نہ سلام اور نہ وہاں روشناسی اور نہ کوئی ساز و سامان بس آپ تھے اور آپ کا خادم۔ دونوں پا پیادہ دھوپ اور پیاس کی تکلیفیں جھیلتے ہوئے سفر کی مشقتیں اٹھاتے ہوئے طائف روانہ ہوئے۔ اور وہاں کے سرداروں سے یوں مخاطب ہوئے کہ اے سردارانِ قریش میں خدا کا پیام خدا کے ان بندوں کے پاس لایا ہوں جن کو خدا نے ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا ہے اور میں ایک ایسی بات تم سے کہنا چاہتا ہوں۔ جو عقل و فطرت کے موافق ہے۔ میں خدا کا فرستادہ رسول ہوں اور اس کا پیام تمہیں سنانا چاہتا ہوں کہ آسمان و زمین کا جو خالق ہے۔ وہی تمہارا رب ہے وہی تمہارا بادشاہ ہے وہی تمہارا اللہ ہے۔ اس کے سوائے کسی کو نہ پوجو کسی میں نفع و ضرر کی طاقت نہیں۔ ساری چیزیں خدا کی اور اس کے اختیار میں ہے یہ سنتے ہی منکرین نے اپنی دولت کی بدمستگی میں اتراتے ہوئے آپکو دھتکارا۔ اور غنڈوں کو اور لونڈوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ وہ آپ کا مذاق اڑاتے تھے۔ پتھر برساتے تھے۔ پائے مبارک زخمی ہو گئے۔ ان سے خون بہنے لگا۔

ایام حج میں تبلیغ

حج کے موقعہ پر مختلف قبائل کے لوگ دور دور سے جمع ہوتے سرکار دو عالم اس موقعہ کو اور اس اجتماع کو غنیمت جان کر پہونچتے تھے۔ قبیلے کے اکثر افراد شعر و شاعری میں مشغول رہتے اور باپ دادا کے کارنامے کو فخریہ پیش کرتے۔ اس وقت آپ فرماتے کہ آؤ میں تم کو ایسا کلام سناتا ہوں۔ جس میں نہ شعر ہے نہ شاعری۔ جادو نہ منتر۔ مگر وہ ایسا کلام ہے جو ہر ایک کو عاجز کر دیتا ہے۔ اور اس کو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں بنا سکتا تم اہلِ زبان ہو۔ اس لئے اس کو اچھی طرح جانچو اور پرکھو اس پر غور کرو میں ایسا خیال پیش کرتا ہوں کہ دنیا آج ایک ایسی چیز کو بھول چکی ہے۔ جس کے بغیر دنیا کا چلنا ناممکن ہے۔ دنیا کی ساری چیزیں خدا کی مخلوق ہیں اور بہت سی چیزیں ان کی خود بنائی ہوئی ہیں۔ بنائی ہوئی چیزیں معبود نہیں ہو سکتیں ان سب کو چھوڑ دو اور ایک سچے خدا کو مانو۔ یہ بت تمہاری آرزوؤں کو پورا نہیں کر سکتے۔ تم گمراہ ہو۔ تمہارے باپ دادا گمراہ تھے مگر کوئی اثر نہ ہوتا۔ بلکہ مزید ایذائیں دیتے اور اب یہاں تک نوبت پہونچ گئی۔ کہ شعب ابو طالب میں مقید کر دیئے گئے

شعب ابو طالب

شعب ابو طالب میں تین سال تک آنحضرت کو معہ آپ کے خاندان کے قید کر دیا گیا۔ اور ایسی ناکہ بندی کی گئی۔ کہ آپ تک کوئی چیز نہیں پہونچ سکتی تھی۔ یہ تین سال مسلمانوں نے انتہائی تکلیف و صبر سے اور ضبط سے گزارے۔ فاقوں پر فاقے ہوئے۔ درختوں کی چھال اُبال کر کھاتے معصوم بچے بھوک سے بلبلاتے مگر انہوں نے رحم نہ کھایا سرکار دو عالم ان سب حالات کا مشاہدہ فرماتے تھے۔ مکہ کی زمین باوجود فراخی کے آپ پر تنگ ہوگئی۔ تکلیفیں ایذائیں ناقابلِ برداشت ہوگئیں۔

ہجرت

بالآخر آپ نے ارادہ کر لیا کہ اللہ کے پیام کو اگر یہ لوگ نہیں سنتے۔ تو اور کسی مقام سے سنایا جائے گا۔ اور دنیا میں اسلام کی تبلیغ، اشاعت کی جائے گی۔ اس خیال پر آپ نے صحابہ کو ہجرت کا مشورہ دیا پہلے پہل صحابہ کو ملک حبش کی طرف روانہ کیا۔ پھر اس کے بعد مدینہ جانے کی ہدایت دی۔ اس طرح صحابہ آہستہ آہستہ مکے سے ہجرت کرنے لگے۔

ان حالات سے اہلِ مکہ نہ صرف واقف تھے بلکہ ایک تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ دائرہ اسلام وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ اور ڈرنے لگے تھے۔ کہ کہیں حضرت تشریف نہ لے جائیں۔ اور اگر حضرت تشریف لے گئے۔ تو وہ ضرور اپنی جماعت کے ساتھ ہم پر حملہ کر دیں گے۔ اس کو مدِ نظر رکھ کر ایک روز ایک زبردست کمیٹی کی گئی۔ جس میں تمام قبائل شریک ہوئے۔ نفس معاملہ زیرِ بحث رہی۔ ابوجہل کی رائے بہ غلبہ آراء کامیاب ہوئی وہ یہ چاہتا تھا کہ چراغ نبوت کو گُل کر دے۔ اس لئے یہ مشورہ دیا کہ سب قبائل سے ایک ایک جوان ایک ایک تلوار کے ساتھ مہیا کیا جائے۔ اور سب مل کر شجرِ نبوت کاٹ دیں۔ یہ ہی رائے پسند آئی۔ اور محفل برخواست ہوئی۔

(باقی)

پرگنہ بٹالہ کا گرو

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

خدا تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہے۔ کہ جو لوگ اس کی طرف سے کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ وہ اپنی نصرت کے کچھ سامان و نشان رکھ دیتا ہے ان کے ساتھ ذہانت کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ بعض کو تو لوگ چہرہ دیکھ کر ہی پہچان لیتے ہیں۔ اور سمجھ لیتے ہیں کہ کسی مکار یا کذاب کا چہرہ نہیں اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ پر غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے۔ جو پوری ہو کر ان کے حق میں نشان بن جاتی ہیں جس سے لوگ ان کی صداقت کو پہچان کر ان پر ایمان لے آتے ہیں۔ پس اول تو عقل سلیم سے کام لینا چاہیئے کہ جس وقت وہ مدعی کھڑا ہوا ہے اس وقت اس کے آنے کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ اور آیا انسانوں کی موجودہ حالت چاہتی ہے یا نہیں کہ ایسے وقت میں کوئی مصلح پیدا ہو۔ پھر دوسرے یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ اگر پہلے نبیوں یا بزرگوں نے اس کے زمانہ کے متعلق کوئی پیشگوئیاں کی ہیں یا نہیں۔ اگر پوری ہو چکی ہیں تو پھر ماننے میں حجاب کیسا۔ تیسرے نصرت الٰہی اور آسمانی تائید اس کے شامل حال ہے یا نہیں یہ تین علامتیں ایسی ہیں جو ہمیشہ مامور کی شناخت کے لئے ہمیشہ کام دیتی رہی ہیں اور اب بھی کام دے سکتی ہیں۔ چنانچہ ان کے ذریعہ سے بہت سے لوگوں نے تحقیق کر کے اس آنے والے اوتار کی سچائی معلوم کر کے اپنے آپکو اس کے ساتھ وابستہ کر لیا ہے۔ ہمارے باقی اہل وطن کو بھی چاہیئے کہ وہ اس وقت کے مصلح کو پہچانیں تا اس کے آنے کی جو غرض ہے وہ جلد پوری ہو۔ اور دین اور دنیا میں سب کا بھلا ہو۔

زمانہ پکار پکار کر ایک مصلح کی ضرورت کا اظہار کر رہا ہے اور عقل سلیم اس کی تصدیق کر رہی ہے پہلے نوشتوں کی پیشگوئیاں بھی سب کی سب پوری ہو چکی ہیں اب مزید انتظار فضول اور عبث ہی نہیں بلکہ سخت مضر و نقصان دہ ہے الٰہی تائیدات بھی اس کے شامل حال ہیں۔ اور نشانات و خوارق اس کی سچائی پر گواہ ہیں۔ اس وقت ہم بعض سابقہ پیشگوئیوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جن سے ہمارے ہندو سکھ بھائی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو آپ کی سچائی کی چمکتی ہوئی نشانیاں ہیں۔ پیارے سجنو! و عزیز منو آئیں ان باتوں پر ٹھنڈے دل سے وچار کریں اور دیکھیں کہ کس طرح پہلے بزرگوں نے آپ کی مشکلات کو آسان کر کے رکھ دیا ہے۔ اب آپ کا کام صرف یہ دیکھ لینا ہے کہ یہ باتیں جو ان پیشگوئیوں میں پہلے سے ہمیں بتائی گئی ہیں۔ وہ حضرت مرزا صاحب میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ اگر وہ پائی جاتی ہیں تو پھر آپ کی خوش قسمتی اس میں ہے کہ آپ فوراً مان کر ان سے لابھ اٹھائیں ایسا نہ ہو کہ دنیوی اور نفسانی لالچوں اور قومی تعصبات میں پڑ کر اپنے آپ کو اس سے الگ رکھ کر خدا کی ناراضگی کے نیچے آ کر اپنی تباہی کے سامان پیدا کر لیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس سے محفوظ رکھے اور اسے ماننے کی توفیق دیکر آپ کو اپنی رحمتوں و برکتوں کا وارث بنا دے۔ آمین

اس وقت ہم اپنے ہی ملک کے بعض بزرگوں سکھ گوروؤں کی بعض پیشگوئیاں اس موعود کے متعلق بیان کرنا چاہتے ہیں جن میں اس کے متعلق بعض علامات بھی بیان کی گئی ہیں۔ گو تمام اقوام کے بزرگ اور نبی اور اوتار اس کا پتہ دیتے چلے آتے ہیں مگر اس وقت ہم ان سب کا ذکر نہیں کر سکتے۔ صرف سکھ لٹریچر ہی کی بعض پیشگوئیوں کا ذکر کریں گے۔

چنانچہ گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ یہ پیشگوئیاں بیان فرما گئے ہیں۔ جن میں انہوں نے آنے والے گرو کی آمد کا زمانہ اور جگہ بھی بتا دی ہوئی ہے۔

"کا نکیاں کپڑ ٹک ٹک ہوسی ہندوستان
شمال سے بولا آدن اٹھ سے جادن سانو
ہو رہی اُٹھ سی مرد کا چیلہ
(شری گرنتھ تلنگ محلہ اصفحہ ۷۲۳)"

اس میں اس کا مقام ہندوستان کا شمالی حصہ بتایا گیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آنے والا مرد کامل کا چیلہ یعنی غلام احمد ہوگا۔

(۲) گورو جی مہاراج نے اس سے بھی زیادہ نزدیک کرتے ہوئے اس گرو کا مقام پرگنہ بٹالہ ظاہر کیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ زمیندار ہوگا۔ لکھا ہے۔

"مردانے کہیا جو نرنکار وچ تے آپ وچ کوئی فرق نہیں۔ تاں گورو جی نے کہیا۔ مردانیاں کرتار نوں سیکھے پیارے اکو جیسے ہندے ہین۔ پھر مردانے کہیا گورو جی بھگت کبیر جیہا بھی کوئی بھگت ہوسی۔ تاں گورو جی نے کہیا۔ مردانیاں اک جٹیٹا ہوسی پر اساں توں تجھے سو سال دے بعد دے زمانہ وچ ہوسی۔ اک نرنکار دی آس رکھسی۔ تاں مردانے کہیا۔ کیہڑے تھائیں ہوسی تے کیہڑے ملک وچ ہوسی تاں گورو جی نے کہیا مردانیاں وٹالے دے پرگنے وچ ہوسی۔ مردانیاں نرنکار دے بھگتاں اکو روپ ہندے ہین پر اوہ کبیر نالوں وی وڈا ہوسی۔
(جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ مفید عام پریس لاہور)"

(۳) لکھا ہے کہ آنے والا گورو نہ کلنک مسلمان ہوگا۔

"چکنا چور کرے گر پورا لیکھ نہ ملیا جائی۔ مسلمان صفت شریعت سچے کی وڈیائی
اک جو بندہ صاحب کا اٹھیگا تسدا نام رسید (یعنی خدا رسیدہ ہوگا) سو گورو کے حکم سے اٹھیگا پر جامہ اس کا مسلمان کا ہوگا"
(ووڈی جنم ساکھی صفحہ ۱۲۴)

(۴) لکھا ہے کہ نہ کلنک اوتار مسلمان ہوگا۔ پیشگوئیاں کرے گا اور کتابوں کے ذریعہ سے اصلاح کرے گا۔ اس کے متعلق بتلائی ہوئی علامات کا جب ظہور ہو جائے گا تو

"اک بھگت پیدا ہو جائے گا۔ سو بل بستر بھرے گا۔ اتے انتر دوشبد پوتھیاں ادچار کا تاں اس دے واسطے پرمیشور آپ اناری کر سہایتا کرے گا اتے شبد البہ رہ جاوے گا۔ کوئی ویرلا ہی جانے گا اس پاس کوئی ورلا ہی جائے گا تا جینے رندھا دے اروداس کیتی سچے پادشاہ جی! اوہ کون بھگت ہووے گا تاں بچن ہویا ہے بچہ اجیتیا سن۔
نہ کلنک ہوئے اتر سی جہان ہی اوتار
سنت رچھیا جگ جگ ڈشٹاں کرے نسنگار
نواں دھرم چلائے سی جگ ہوم ہوئے شمار
نانک کل جگ مارسی کیرتن نام ادھار
(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۶۹۰)"

ترجمہ۔ آنے والا گورو شری نہ کلنک اوتار ہوگا بھلے لوگوں کی بھلائی کرے گا اور دشٹوں کو چن چن کر ہلاک کرے گا۔ اور وہ لوگ ہر نو مذہب کی تجدید کرے گا۔ اس سمے اک بھگت پرمیشور کی پوجا کریگا۔ اس دے گھر اک استری بہت چندری ہووے گی" اوہ نار جائے لوکاں اگے چغلی کرے گی تنت کر کے سنت کو دیت دکھ دیونگے تاں اوہ سنت واسطے گورو جامہ ہین ہی سی۔ جہاں سنت دے دو کھی دشٹ ہودن گے انہاں نوں چن چن کر مارے گا"
(بحوالہ مذکورہ)

یعنی ایسے وقت میں وہ بھگت ایشور کی پوجا کرے گا۔ اس کی بیوی حق کی مخالف ہوگی۔ اور لوگوں کے پاس جا کر چغلی اور غیبت کیا کرے گی۔ بُرے لوگ اس بھگت کو ایذا دیں گے اور وہ دشٹوں کو چن چن کر دعا کے ذریعہ سے ہلاک کرے گا۔

(۵) ایک مرزا امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرے گا اور کرشن اوتار ہونے کا بھی مدعی ہوگا چنانچہ لکھا ہے:۔

اچے انس مہدی میر
اسونت ہا کڑ ہمبیر
(دسم گرنتھ گورو گوبند سنگھ جی)

گورو گوبند سنگھ جی دسم گرنتھ میں فرماتے ہیں۔ کہ جب دنیا میں لوگ خدا کو چھوڑ دیں گے اور ہر ایک اپنی بڑائی کرے گا اور دوسرے کو حقارت سے دیکھے گا اور لوگ خدا تعالیٰ کی بندگی ترک کر دینگے اور دہریہ ہو جائیں گے تب خدا کی صفت قہاریت جوش میں آئے گی اور وہ ایک کو اصلاح کے لئے کھڑا کرے گا وہ مستقل مزاج اور خلیق ہوگا دجال کو قتل کرے گا آخر کار لوگ عاجز آ جائیں گے۔ اور وہ آہستہ آہستہ دنیا پر فتح پائے گا۔ اور یہ چوبیسواں اوتار (کرشن ثانی) شری نہ کلنک اوتار وہی ہوگا جس کی قوموں کو انتظار ہوگی۔

میر سے مراد مرزا ہے چنانچہ جنم ساکھی کے صفحہ ۲۰ پر مغل بادشاہ بابر کو سری گورو نانک جی نے کئی بار میر بابر فرمایا ہے۔ پس مہدی میر سے مراد مہدی مرزا ہے۔

(۶) اسی طرح گرنتھ صاحب میں لکھا ہے:۔

بلے چھلن سبل ملن بھگت چھلن کا ہن کرنہ
کلنک بیجے ڈنک چڑھے چڑھ دولی زدند
جیو۔ (گرنتھ صاحب صفحہ ۱۲۹۸)

بھاٹ جی فرماتے ہیں کہ جب مہاراج کرشن جی نہ کلنک ہو کر دوبارہ تشریف لائیں گے۔ تو سورج اور چاند اس کے ساتھ ہوں گے یعنی اس کے گواہ ہوں گے۔ یہ پیشگوئی اسلام میں بھی ہے کہ اس کے وقت چاند و سورج کو ماہ رمضان میں گرہن ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے چار سال بعد ۱۸۹۴ء میں یہ پیشگوئی پوری ہو کر آپ کی صداقت کو ظاہر کر چکی ہے جبکہ آپ کے سوا کوئی اور مدعی موجود نہ تھا۔

(۷) اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ کرشن جی سلطان ہونگے اور قاضی ہو کر آئینگے اور شرع محمدی کے مطابق فیصلے کریں گے۔

لکھا ہے

"جے کو ناؤں لئے بدنامی کل کے لکھن ایہی
کل کل والی شرع نبیڑے قاضی کرشنا ہویا
(گرنتھ صاحب صفحہ ۸۳۶)"

گورو جی مہاراج فرماتے ہیں کہ کلجگ کی یہ علامت ہے کہ اگر کوئی خدا کا نام لے گا تو لوگ اس کو بدنام کرینگے اور مذاہب کی لڑائی کا فیصلہ کرنے کے لئے کرشن جی مہاراج قاضی مسلمان ہو کر آئینگے اور دین محمدی کے مطابق فیصلے کرینگے چنانچہ اسلام میں بھی یہ الفاظ آتے ہیں کہ آنے والا حکم و عدل ہو کر آئے گا۔

پس سکھی لٹریچر کی ان پیشگوئیوں میں آنے والے کے زمانہ کی علامات اس کا نام اس کا کام اس کا مقام اور اس کا پرگنہ اس کا گھر کا پتہ اس کا مذہب قومیت تک تمام باتوں کا پتہ دیا گیا ہے۔ پیارے بھائیو اگر کسی ڈاکیئے اور چٹھی رساں کو دو تین باتوں کا علم ہو جائے تو وہ فوراً مکتوب الیہ کو تلاش کر لیتا ہے اور اُسے چٹھی پہنچا دیتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ آپکو گورو صاحبان نے اسقدر پتے کی باتیں بتلائی ہیں تاکہ آپ آسانی سے اسے تلاش کر سکیں مگر آپ پھر بھی موعود کو ایسے تلاش کرنے میں ناکام رہیں پر ذرا ممکن ہے کہ ان علامات کے جاننے کے بعد بھی اگر اسے جاننا چاہیں تو نہ جان سکیں اگر آپ اسے پہچان نہیں سکتے تو اس میں آپکی کوتاہی ہے ورنہ گورو صاحبان نے تو اس کا پتہ بتانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی

یہ مخالفت کیسی؟

(از اسسٹنٹ ایڈیٹر)

اخبار اہلحدیث دہلی مجریہ یکم فروری ۱۹۵۶ء میں "تحریک مودودیت اور علماء اہلحدیث" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں علماء کی احمدیت اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ سے مخالفت کو بھی حق بجانب گردانتے ہوئے لکھا ہے:۔

" آج تو بیشتر لوگ مرزا قادیان اور مودودی صاحب کے اقوال کا تطابق پیش کر کے یہ ثابت کرتے ہیں کہ دونوں ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں"۔ . . . . . .

" جس طرح مرزا صاحب کی ابتدائی تصنیف میں اسلام اور صرف اسلام ہی پیش ہوتا رہا اور براہین احمدیہ کی تصنیف تک کسی کو ان سے اختلاف کی ضرورت محسوس نہ ہوئی بلکہ ہر طرف سے ان کی حمایت ہی ہوتی رہی بعینہٖ اسی طرح مودودی صاحب سے ہوا جب تک ان کے لٹریچر میں اسلام اور صرف اسلام کی تبلیغ ہوتی رہی سب ان کی تعریف کرتے رہے مگر جونہی انہوں نے مرزا قادیانی کی طرح اپنے پر پُرزے پھیلائے اور اپنے عقائد کی وضاحت و صراحت شروع کر دی تو خواص کی طرف سے مخالفت شروع ہو گئی۔ نہ معلوم یہ مماثلت سرزمین گورداسپور سے آپ کو حاصل ہوئی یا فطری طور پر آپ کا اٹھان بھی ایسا ہی ہے جیسے مرزا قادیانی کا تھا"۔

مولانا مودودی کی زندگی کے دو دَور ہیں جس طرح مرزا صاحب کی زندگی کے دو دَور تھے (۱) دورِ اوّل جس میں آپ نے اسلام اور خالص اسلام کی تبلیغ کی، عیسائیت کی تردید کی آریوں اور عیسائیوں کے خلاف کتابیں لکھیں ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔ لہٰذا اس دَور میں سب مسلمان ان کے ساتھ رہے (۲) پھر دوسرا دَور آیا تو آپ مجدد بن گئے، مہدی بن گئے، مسیح موعود بنے، نبی بنے، خدا بنے اور نہ معلوم کیا کیا دعوے کئے۔ اس دور میں سب مسلمان آپ کے مخالف ہو گئے اور انہیں ہونا چاہئے تھا۔ مگر جو مرید اور اندھے مقلد بن چکے تھے یا عقل کھو چکے تھے وہ ان کے ساتھ رہے اور ان کے ہر بیان کی تاویل کرتے رہے اور اب تک کئے جا رہے ہیں بعینہٖ یہی کیفیت مودودی صاحب ہے"

— ⁂ — ⁂ — ⁂ —

قطع نظر اس کے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعاوی کے متعلق بعض غلط اور بے بنیاد باتیں بیان کی گئی ہیں۔ سب سے پہلے تو ہم پیش کردہ "بیشتر لوگوں کی" "وجہ مطابقت" کے متعلق صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ دراصل یہ وہی پرانا ہتھیار ہے جو حسب سابق علماء اہلحدیث اس وقت مودودیت کو نیچا دکھانے کے لئے میدان میں لائے ہیں۔ کیونکہ عوام الناس میں احمدیت کی نسبت ان لوگوں نے خاصہ جذبہ نفرت پیدا کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ اس سادہ لوح جمعیت کو کسی عنصر کے خلاف کرنے کے لئے فقط اس قدر کوشش کافی ہے کہ کھینچ تان کر اُس کی مطابقت جماعت احمدیہ سے دکھا دی جائے۔ بس پھر کیا ہے۔ عوام کالانعام ان کے پیچھے لگ گئے اور ان کا مقصد پورا ہو گیا چنانچہ زیر نظر مضمون میں مودودیت کے ساتھ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ آپ کے دعاوی اور آپ کی جماعت کے ذکر سے یہی غرض ہے۔ حالانکہ یہ لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ احمدیت اور مودودیت میں بعد المشرقین ہے۔

— ⁂ — ⁂ — ⁂ —

جہاں تک مضمون نگار کا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی کو دو دوروں میں تقسیم کرنے کا سوال ہے یہ بات کوئی اچنبھی نہیں بلکہ اس طرح کی تقسیم لازماً الٹا خود ان لوگوں کو مجرم گردانتی ہے۔ کیونکہ انبیاء سابقین کے حالات اور قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہر نبیٔ وقت کی زندگی موٹے طور پر انہی دو دوروں میں تقسیم کی گئی ہے۔ پہلا دور ہر نبی کی زندگی پر وہ آتا ہے جبکہ وہ اپنی قوم میں جوانی کی عمر کو پہنچتا ہے۔ اور اس کی قوم اُس کے اخلاق کریمہ اور عاداتِ حمیدہ کو دیکھ کر اُس کی نسبت بڑی بڑی امیدیں لگائے ہوتی ہے اور اپنی خصائل حسنہ کی وجہ سے وہ قوم میں خاص عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

مگر جونہی خدا تعالےٰ کی طرف سے اُسے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے مامور کیا جاتا ہے۔ اور وہ لوگوں کو اس طرف دعوت دیتا ہے۔ تو ایک دن پہلے اس کے گن گانے والے اس کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے وہی کارنامے جن کی بنا پر وہ قوم کا ہیرو مانا جا رہا ہوتا ہے۔ اعتراضات کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ ذرا سوچئے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کونسا وجود ہوگا؟ آپ نے اپنے دعوے ماموریت سے قبل اپنے ہموطنوں سے امین و صدوق کا لقب پایا۔ اور انہوں نے برملا طور پر آپ کو یہ سرٹیفکیٹ دے دیا کہ

ما جرّبنا علیک الّا الصدق

کیا جب آپ نے دعوے ماموریت کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ تو کیا یہی "صدق" کا سرٹیفکیٹ دینے والوں ہی کے منہ سے یہ الفاظ نہ نکلے تھے کہ:۔

تبًّا الھذا جمعتنا؟

ہاں تو ذرا غور فرمایئے قرآن کریم میں ایک نبی وقت کی قوم کس طرح اس کی زندگی کے دوسرے دور کے آغاز میں پہلے دور کی نسبت کیا کہتی ہے:۔

" یا صالح قد کنت مرجوًّا قبل ھذا اتنھانا ان نعبد ما یعبد اٰباؤنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء۔

اے صالح تم پر تو ہماری بڑی بڑی امیدیں تھیں مگر اب کیا ہوا کہ تو ہمیں اپنے آبائی طریق عبادت سے منع کرتا اور ہمارے مالوں میں ہمیں من مانی کارروائی کرنے سے روکتا ہے"۔

اب بتایئے پیش کردہ توجیہہ کے مطابق اگر موجودہ زمانہ میں "عوام و خواص" کی مخالفت حق بجانب سمجھی جائے تو کیا آپ لوگ قریش مکہ یا قوم ثمود کو یہی سند دینے کے لئے تیار ہیں؟

باقی رہا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعاوی مثل مجدد۔ مہدی۔ مسیح موعود اور نبی ہونا۔ سو ان جملہ دعاوی کی بنیاد نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر ہے۔ اور ہمارے تعجب بلکہ افسوس کی انتہا نہیں رہتی۔ جب ہم دیکھتے ہیں اس قسم کا اعتراض جماعت اہلحدیث کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ کیا قرآن کریم میں انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کی آیت موجود نہیں جو ہر زمانہ میں قرآن کریم حفاظت لفظی کے ساتھ اُس کی حفاظت معنوی کا بھی وعدہ دیتی ہے۔ اور اس حفاظت معنوی کے لئے مجددین کی بعثت کا وعدہ حضرت صادق و مصدوق نے بایں الفاظ فرمایا کہ:۔

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

اور پھر قرآن پاک میں سلسلہ محمدی کو سلسلہ موسوی سے مشابہت دیتے ہوئے اس بات کی خبر دی کہ اس امت کو موسیٰ کی طرح مثیل مسیح سے بھی مشرف فرمایا جائے گا جو پہلے مسیح کی طرح ٹھیک چودھویں صدی میں مبعوث ہوگا۔ جس کے نزول کے بارہ میں صحیح بخاری میں حضرت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیارے الفاظ میں فرمایا کہ:۔

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم

اور اس کی نسبت فرمایا کہ:۔

لا المھدی الّا عیسٰی

(ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

کہ مہدی معہود اور مسیح موعود دونوں ایک ہی وجود میں ظاہر ہوں گے۔

اور پھر اسی مسیح موعود کو صحیح مسلم میں تین بار نبی کے نام سے یاد کیا گیا۔

ماسوا اس کے ٹھیک تیرھویں صدی کے اختتام اور چودھویں کے آغاز میں نہایت بیقراری سے اس موعود کا انتظار کیا جانے لگا۔ بلکہ نواب صدیق حسن صاحب نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ

" اس حساب سے ظہور مہدی علیہ السلام کا تیرھویں صدی پر ہونا چاہئے تھا مگر یہ صدی پوری گذر گئی تو مہدی نہ آئے اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے۔ اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گذر چکے ہیں شاید اللہ تعالےٰ اپنا فضل و عدل و رحم و کرم فرمائے چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہو جائیں"

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱)

پس ہم ان مختصر حوالہ جات کو پیش کرنے کے بعد نہایت ادب سے علماء کرام کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ خدارا غور فرمائیں۔ کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی یہ مخالفت کیسی؟ پس آئیں اور اسی راہ کو اختیار کریں جس پر ہر زمانہ کے صدہا راستبازوں نے قدم مارا اور وہ خدا کی ابدی رحمت و برکت کے وارث بنے!!

درخواست دعا

مکرم حاجی عبدالغنی صاحب پراونشل امیر جماعت ہائے کشمیر ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

ولادتیں

قادیان ۲۶ر فروری کل مولوی بشیر احمد صاحب خادم درویش کے ہاں لڑکی تولد ہوئی اور آج چوہدری عبدالقدیر صاحب اشرف زندگی کے ہاں لڑکی تولد ہوئی اسی طرح مورخہ ... کو محمد شریف صاحب گجراتی درویش کے ہاں لڑکا تولد ہوا تھا۔ اللہ تعالےٰ نومولودین کو لمبی عمر عطا فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

عرس حضرت خواجہ صاحب اجمیری (رحمۃ اللہ علیہ)

اور

اُن کا حقیقی مشن

بقیہ صفحہ ۱

نظر ڈالیں تو ہم یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔ اس کی درگاہ سے کوئی خالی نہیں جو کوشش کرتا ہے وہ اپنے خدا کو پا لیتا ہے۔ اور جو اس کی راہ میں اپنے آپ کو کھو دیتا ہے اُسے حیات ابدی ملتی ہے جو خدمت کرتا ہے وہ مخدوم بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم اور اس کی غریب نوازی تمام صفات پر محیط ہے۔ ضرورت خلوص دل سے دروازہ کھٹکھٹانے کی ہے۔ ہمارا پیارا خدا خیر مقدم کرنے کا منتظر ہے۔ ہماری ہر کوشش جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کے ساتھ خلوص نیت سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال کر اُسے نوازتا ہے اگر تاخیر یا سستی ہے تو بندہ کی طرف سے ہے بندہ نواز اب بھی وہی ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام رح کی دستگیری ہر زمانہ میں کرتا چلا آیا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رح نے دنیا و ما فیہا کو خیر باد کہکر جب اس بادشاہ حقیقی سے دل لگایا تو دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ آپ کے در کے بھکاری ہو گئے۔

راہ طریقت کی منزل

حضرت خواجہ صاحب رح اپنے عہد کے بہت بڑے غوث سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رح کی خدمت میں حاضر ہو کر راہِ طریقت کی منزل میں چالیس روز تک مراقبہ میں رہے۔ آپ نے ہمدان میں خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بتریز میں شیخ ابو سعید رح سے اور اصفہان میں شیخ محمود رح اور شیخ ابو سعید ابوالخیر رح سے روحانی فیوض حاصل کئے۔ اور طریق و سلوک کی منازل طے کیں۔ آپ مکہ معظمہ میں بھی تشریف لے گئے۔ وہاں سے فارغ ہوتے ہوئے ہندوستان میں اپنے روحانی فیض جاری کرنے اور تبلیغ دین کی غرض سے تشریف لائے۔ آپ نے آنا ساگر کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور دہلی میں حضرت بختیار کاکی رح کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

آپ کی تعلیمات کا اثر

آپ کی تعلیم انسانیت کے لئے مشعل راہ تھیں یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ دیگر مختلف مذاہب کے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں حضرت خواجہ صاحب رح اور آپ کی درگاہ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ خواجہ غریب نواز اور سلطان الہند کے نام سے مشہور ہوئے۔ کیونکہ آپ کو ہندوستان میں روحانی فیض جاری کرنے والوں میں مقام اولین حاصل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "جس شخص میں سمندر جیسی فیاضی ہو سورج جیسا چمکتا ہوا نور ہدایت ہو اور پھر زمین جیسی خاکساری ہو تو خدا اُسے دوست رکھتا ہے۔" آپ کا ارشاد ہے کہ "حقیقی فقیر وہ ہے جو اپنی فانی دنیا سے مال و زر سے پیچھے نہ دوڑے عارف

وہ ہے جو کچھ محسوس کرے وہ اس کی نظروں کے سامنے آ جائے اور اپنی باتوں کا جواب خود اپنے خدا سے سُن لے"۔ آپ فرماتے ہیں۔ "دیکھو دریا کی لہریں کتنا شور مچاتی ہیں لیکن جب وہ سمندر کی آغوش میں آ جاتی ہیں تو خاموش ہو جاتی ہیں"۔ آپ کی تعلیم و تربیت نہایت دلکش اور پیاری تھی۔ آپ کے قول اور عمل میں یگانگت تھی آپ کے عزائم میں اس قدر کشش دلفریبی اور تاثیر تھی کہ اَن گنت روحیں اس سے متاثر اور سیراب ہوئیں۔

آپ کا مزار حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شروع میں کچا تھا سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں شاہی عطیہ سے گنبد تیار ہوا دیواروں پر منقوری اور نقاشی سلطان محمود بن نصیر الدین کے عہد میں ہوئی۔ درگاہ کے تین دروازے ہیں، بڑے دروازے کے مغرب کی سمت ایک بہت بڑی دیگ نصب ہے جس میں بیک وقت نو من چاول پکا کر زائرین میں تقسیم کئے جاتے رہیں۔ یہ دیگ ۹۷۶ھ میں اکبر بادشاہ نے بنوائی تھی۔ بڑے دروازے کے مشرقی جانب ایک اور نسبتاً چھوٹی دیگ ہے جسے جہانگیر بادشاہ نے درگاہ پر چڑھائی تھی۔ درگاہ کے احاطے میں کئی مساجد ہیں ان میں سلطان شمس الدین التمش کی اکبری مسجد اور شاہجہاں کی جامع مسجد مشہور ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب رح کی درگاہ کے اردگرد بہت سے دیگر بزرگوں اور صوفیوں کے مزار ہیں جو خواجہ صاحب کے ہمراہ اجمیر آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کے حالات اور واقعات سے اس طور پر سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرماوے کہ ہم اپنی زندگیوں کو عملی طور پر اُن کے نقش قدم پر چلانے والے بنیں اور حقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اسلام کے فدادار سپاہی بن سکیں۔

امسال عرس کی خصوصیات

اس سال حضرت خواجہ صاحب رح کے عرس کی ایک خصوصیت یہ تھی۔ کہ جناب سی سی ڈیسائی ہندوستانی ہائی کمشنر متعین کراچی کی کوشش اور توجہ سے پارٹیشن کے بعد پہلی مرتبہ زائرین عرس اجمیر کے لئے کھوکھرا پار سے داستہ ٹرین کی آمدورفت کی سہولت دی گئی اور کئی ایک اسپیشل ٹرین حیدرآباد سے سیدھی اجمیر آتی رہیں۔ اس سہولت اور انتظام کے لئے پاکستان سے آنے والے زائرین حکومت ہند اور

بالخصوص جناب ڈیسائی صاحب کے بے حد ممنون پائے گئے۔ چنانچہ سید ظہور احمد صاحب سجادہ نشین و معتمد عرس اجمیر شریف نے ایک تشکریہ کا تار جناب ہائی کمشنر صاحب کراچی کے نام بھجوایا اسی طرح درگاہ اجمیر میں ایک خاص اجلاس میں تشکریہ کا ریزولیوشن بھی پاس کیا گیا۔ جس میں ہائی کمشنر صاحب اور دیگر انتظامی افسران کی خدمات کا شکریہ ادا کیا گیا۔

زائرین کی تعداد کے اعتبار سے بھی اس سال عرس حضرت خواجہ صاحب رح کا اجتماع گذشتہ کئی سالوں کے مقابل پر بہت بڑا اجتماع تصور کیا جاتا ہے سوا لاکھ کے قریب ہندوستانی باہر سے آنیوالے زائرین اور ڈھائی ہزار پاکستان سے عرس میں شامل ہونیوالوں کی تعداد تقسیم ملک کے بعد سب سے زیادہ تعداد سمجھی جاتی ہے۔ یہ دوسری خصوصیت تھی۔

اس سال کے عرس کی تیسری قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رح کے مزار کے گنبد کی مرمت و صفائی اور اس کے بالائی حصہ کی کلغی پر طلائی ملمع کا کام اور روشنی کے انتظام کی سجاوٹ کا کام تیس سال بعد بڑے اعلیٰ طریق پر کروایا گیا تھا۔ جس پر چند ہزار روپیہ کے اخراجات بتائے جاتے ہیں جو کراچی کے ایک مشہور تاجر مسٹر محمد علی صاحب الیناسر نے خود اور اپنے احباب سے جمع کر کے کئے تھے۔

عرس کی تقاریب

عرس کی تقاریب ۱۴ر فروری تا ۱۹ر فروری چھ یوم کی تھیں سے تریگا دعا، قبل جناب منیار صاحب کے ہمراہ جناب سی سی ڈیسائی ہائی کمشنر صاحب درگاہ میں زیارت کی غرض سے تشریف لائے تقریب کے بعد انہوں نے اس عرس کے موقعہ پر حضرت خواجہ صاحب رح کے مختصر حالات اور درگاہ کی اہمیت کے متعلق انگریزی۔ بنگالی اور اردو میں شعبۂ اطلاعات کی طرف سے پمفلٹ شائع کروا کر ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے تاکہ اس درگاہ میں نئے آنیوالے زائرین کو ابتدائی معلومات ہو سکیں اور وہ یہ معلوم کر سکیں کہ ہند کی پاک سرزمین میں کس قدر مقدس روحانی رہنماؤں کے مدفن ہیں جنہوں نے دنیا میں غیر معمولی روحانی انقلاب برپا کر کے حیوان نما انسانوں کو با اخلاق اور باخدا انسان بنایا۔

تمام روحانی راہ نماؤں کا مشترکہ مشن

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے تمام رشیوں رسولوں۔ محدثین اور اولیائے کرام کا سب سے بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ بھولی بھٹکی دنیا کے سامنے زندہ خدا کے وجود کو پیش کریں اور مخلوق خدا میں باہم محبت۔ پیار اور ہمدردی کی وہ لہر چلائیں جو دنیا میں امن و شانتی اور اتحاد کا موجب ہو۔ یہی مشن ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔ اور یہی مقصد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا یہی غرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کی تھی۔ یہی مقصد حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تھا یہی مشن حضرت زرتشت رح۔ حضرت بدھ رح۔ حضرت رام چندر رح حضرت کرشن رح و حضرت بابا نانک علیہ السلام لیکر آئے تھے۔ اسی کام کو پھیلانے کیلئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے جانشینوں نے کوشش کی۔ اور باوجود حالات اور زمانہ کی مخالفتوں کے وہ تمام ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ کیونکہ ان سب کی پشت پر خدا تعالیٰ کی تائید تھی۔ وہ تمام ایک ہی چشمے سے فیض اور ایک ہی منبع سے نور لے کر آئے تھے۔

اس زمانہ کا امام اور ہمارا فرض

اس زمانہ میں جبکہ دنیا کے افق پر پھر تاریکی چھا گئی ہے تمام مذاہب اور فرقہ کے لوگوں نے اپنی تعلیم کے مغز کو چھوڑ کر چھلکوں پر اکتفا کیا ہے۔ حقیقت کو چھوڑ کر رسموں میں اُلجھے ہوئے ہیں اور حقیقت کے فقدان کے باعث محبت اور اخوت کی منشار اب باہمی دشمنی اور نفرت میں تبدیل ہو چکی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور سنت کے مطابق قادیان کی سرزمین میں ایک شخص کو کھڑا کیا تا محبت صلح اور روحانیت کے سبق کو پھر دہرایا جائے۔ اور فلسفہ اور مادیت کی دلدل میں پھنسی ہوئی دنیا کو ایک دفعہ پھر خدا کے آستانے پر لا کر کھڑا کیا جائے۔ اگر ہم وقت کے امام اور مصلح کے اس پیغام پر کان دھریں اور اپنی ذمہ داری کی طرف متوجہ ہوں۔ تو یہ کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ اور زمانہ کے تمام رہنماؤں بزرگوں اور اولیاء اللہ کی روحوں کو خوش کرنے والا ہوگا۔ یہی سبق ہمیں حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے ملتا ہے اور یہی سبق دیگر تمام اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے عمل اور قول سے حاصل ہوتا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ ہم وقت کے تقاضوں کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اُن کے مطابق خدمت کے صحیح جذبہ کو اپنے اندر پیدا کر کے اپنی حقیر قربانیوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کریں اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کو جذب کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرماوے اور اُن خوبیوں سے نوازے جو اس کی نظر میں محبوب ہوں۔

آمین۔

وصیتیں

وصیتیں اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی موصی صاحب کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر سیکرٹری بہشتی مقبرہ میں اطلاع دے کر درستی کروا سکیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۱۴۲۴۸ میں ڈاکٹر احتشام الحق ولد نذیر الحق صاحب قوم قریشی پیشہ طبابت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن محمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۱/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت ماہوار آمد تقریباً تین صد روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ العبد احتشام الحق۔ گواہ شد بقلم خود برکت اللہ محمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر سندھ۔ گواہ شد اللہ رکھا محمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر سندھ۔

نمبر ۱۴۲۷۰ میں محمد یوسف ولد سید محمد شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۱۵ء ساکن حال ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴/۱۲/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ تنخواہ پر ہے جو اس وقت مبلغ /۱۰۰ روپے ماہوار ہے اس کے علاوہ میری پنشن ہے جس کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ میں بذریعہ تحریر ہذا اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ماہ بماہ کرتا رہوں گا اور پنشن کا فیصلہ ہونے پر اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہوگا اسکے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان حقدار ہوگی۔ آمد کی کمی بیشی کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ کے صیغہ متعلقہ کو کرتا رہوں گا۔ العبد محمد یوسف بقلم خود قائمقام ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ۔ گواہ شد نور محمد انسپکٹر دعایا دفتر جائداد۔ گواہ شد عطاء اللہ کارکن دفتر جائداد۔

نمبر ۱۴۲۶۹ میں مرزا اظہر احمد ولد مرزا بشیر الدین محمود احمد قوم مغل پیشہ طالب علم عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۲/۵۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں البتہ مجھے حضرت والد صاحب کی طرف سے مبلغ /۲۰ روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں اس رقم کے دسویں (۱/۱۰) حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر میری وفات پر میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی اور صدر انجمن احمدیہ مذکور کو اس کے دسویں (۱/۱۰) حصہ حق ہوگا لہذا یہ وصیت تحریر کردی ہے کہ سند ہو اور عند الضرورت کام آوے۔ العبد مرزا اظہر احمد ربوہ۔ گواہ شد مرزا منور احمد ربوہ۔ گواہ شد مرزا مبارک احمد ربوہ۔

نمبر ۱۴۱۸۶ میں عزیزہ بیگم زوجہ محمد رشید احمد قوم افغان پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن دیپال پور ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۱۲/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت حق مہر مبلغ /۱۰۰۰ روپیہ جو کہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ زیور طلائی ۳ زن تین تولہ قیمت مبلغ /۲۰۰ کل میزان /۱۲۰۰ روپے ہیں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت اس جائداد کے علاوہ اور بھی جائداد ثابت ہو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامتہ عزیزہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد محمد اقبال پلیڈر۔ گواہ شد رشید احمد خاوند موصیہ۔

نظارت تجارت وجائداد کے لئے

ایک ذمہ دار اور تجربہ کار کارکن کی ضرورت

حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ایک نئی نظارت یعنی نظارت تجارت وجائیداد کا قیام فرمایا ہے۔ اس نظارت کی غرض یہ ہے کہ صنعتی اور تجارتی کاموں کے ذریعہ سے انجمن کی آمد میں اضافہ کی معقول صورت پیدا کی جائے۔ اور انجمن کی جائیدادوں کی بہتر نگرانی کر کے زیادہ سے زیادہ فائدہ کا انتظام کیا جاسکے تا انجمن کی حالت مضبوط ہو سکے۔

اس نظارت کے کام چلانے کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ایک تجربہ کار اور ذمہ دار رکن کی ضرورت ہے۔ جو دوست مرکز میں ٹھہر کر خدمت کے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہوں اُن کی درخواست معہ ضروری کوائف نظارت علیا میں ایک ماہ کے اندر اندر آنی چاہیئے۔ سابقہ تجربہ اور کم از کم تنخواہ جس پر درخواست کنندہ کام کرنے پر تیار ہو، کی اطلاع دینی ضروری ہوگی۔

نیز صنعتی اور تجارتی امور کے متعلق جو دوست مفید تجاویز اور مشورہ بھجوا سکیں وہ بھی اطلاع دے کر ممنون فرمادیں۔ (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

پیغمبر اسلام صلعم کا مجسمہ

نیویارک۔ ۱۹ر فروری۔ پتہ چلا ہے کہ دنیا کے مسلم حلقوں کے مسلسل اعتراضات اور اظہار ناپسندیدگی سے مجبور ہو کر حکومت کے ذمہ داران نے اسٹیٹ سپریم کورٹ کے بالائی حصہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجسمہ کو ہٹا دیا۔

انیسویں صدی کے آغاز سے نیویارک کے لوگوں نے سپریم کورٹ کی بالائی منزل پر ۱۲ مجسمے دیکھے۔ یہ مجسمے ان پیغمبروں اور رشیوں کے تھے جنہوں نے دنیا کو قوانین بخشے تھے۔ ان میں سے ایک مجسمہ جو آج کہ اب دوسرا مسلمانوں کے پیغمبر کا بھی تھا۔

ان مجسموں کے قیام کے ساتھ ساتھ برسہا برس سے مسلمان عالم بھی احتجاج کر رہے تھے کہ وہ پیغمبر اسلام کے مجسمے کو قابل اعتراض سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اسلام میں کسی کا بت بنانے کی اجازت نہیں ہے چہ جائیکہ پیغمبر اسلام کا۔ اس سال ان کی صدائے احتجاج سنی گئی۔

چنانچہ اس سال جب صفائی، دھلائی اور مرمت کے لئے یہ مجسمے اتارے گئے تو اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے پبلک ورکس کو ہدایت کی کہ وہ پیغمبر اسلام کے مجسمے کو خاموشی سے ہٹا دیں۔ (الجمعیۃ ۲۱/۲/۵۶)

ڈیڑھ صد صحابہ کی وفات کا المناک صدمہ

احباب کرام! ۱۹۴۷ء سے لے کر اس وقت تک کم وبیش ڈیڑھ صد صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دار فانی سے ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو چکے ہیں۔ یہ مبارک گروہ آج تیز رفتاری سے ہم سے الوداع ہو کر ہمیں مبارک دور حضرت مسیح موعودؑ سے دور لے جا رہا ہے۔ اس دور کی مبارک یاد ہر ایک کے دل کو گرمانے اور تڑپانے کے لئے کافی ہے۔ جہاں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اس مقدس گروہ کے کتنے نقوش اپنی روحوں پر ثبت کئے۔ یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان کی پاک روایات اور نیک سیرت وسوانح کو کس قدر محفوظ کر لیا ہے تاکہ ہم ڈیڑھ صد صحابہؓ کی وفات کے المیہ سے یہ دونوں سبق حاصل کر سکیں۔ اس بارہ میں ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۵ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر میں فرمایا:-

"ہمارے ہاں بھی صحابہؓ کے حالات محفوظ ہونے چاہئیں۔ ملک صلاح الدین لکھ رہا ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ میں سینکڑوں روپیہ کا مقروض ہو گیا ہوں۔ وہ کتابیں کوئی نہیں خریدتا۔ کم سے کم احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے آباء کے نام تو یاد رکھیں۔ آپ لوگ تو قدر نہیں کرتے۔ جس وقت یورپ اور امریکہ احمدی ہوا۔ تو انہوں نے آپ کو بددعائیں دینی ہیں کہ حضرت صاحب کے صحابہ کے حالات بھی ہمیں معلوم نہیں۔ وہ بڑی بڑی کتابیں لکھیں گے۔ جیسے یورپ میں آجکل کتابیں لکھی جاتی ہیں کہ بعض کتابوں کی جیسی بیس بیس چالیس چالیس پونڈ قیمت ہوتی ہے۔ وہ بھی لکھیں گے۔ اور بڑی بڑی قیمتوں پر لوگ انہیں خریدیں گے۔ اگر ان کا مصالحہ ان کو نہیں ملے گا۔ تو وہ غصہ میں آکر تمہیں بددعائیں دیں گے کہ ایسی قیمتی چیز تم نے ضائع کر دی۔ ہم نے تو اب تک حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت بھی مکمل نہیں کی۔ بہر حال صحابہ کے سوانح محفوظ رکھنے ضروری ہیں۔ جس جس کو کوئی روایت پتہ لگے۔ اس کو چاہیئے کہ اخبار میں چھپوائے کتابوں میں چھپوائے اور جس شوق ہو ان کو دے۔ تاکہ وہ جمع کریں۔ اور پھر جو کتابیں وہ چھپوائیں ان کو ضرور خریدے اور اپنے بچوں کو پڑھائے۔"

احباب مجھے صحابہ کرام کے حالات زندگی بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اس تعلق میں ذیل کی کتب احباب خرید کر اور احباب واقارب کو توجہ دلا کر بھی اعانت فرمائیں۔

(۱) رسالہ اصحاب احمد — سالانہ چندہ ۲-۸-۰

(۲) مکتوب احمد جلد ہفتم (حضرت مسیح موعودؑ کے مکتوبات مع بلاک دیئے ہیں) ۲-۴-۰

(۳) مکتوبات احمد حصہ اول (حضرت ام المومنینؓ، حضرت خلیفہ اولؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی، اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے خطوط) بعض خطوط ۱۹۴۷ء اور بعد کے قادیان کے موجودہ دور کے متعلق نہایت اہم ہیں۔ بلاک اور چربے بھی دیئے گئے ہیں۔ قیمت ۱-۸-۰

(۴) اصحاب احمد جلد دوم (سات صد صفحات کی کتاب) حضرت نواب محمد علی خان صاحب اور ضمناً دیگر صحابہ کے حالات ہیں۔ قیمت چھ روپے۔

نوٹ: محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہوگا اسکے علاوہ ہے احباب میری ذاتی امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں رقوم جمع کرا کر مجھے اطلاع دے سکتے ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

واشنگٹن ۔ ۲۵ فروری ۔ امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلس نے سینٹ کی خارجہ کمیٹی کے روبرو بیان دیتے ہوئے کہا کہ جنرل آئزن ہاور عرب ملکوں اور اسرائیل کی متفقہ سرحدوں کی سلامتی کی گارنٹی دینے کو تیار ہیں ۔ جنرل آئزن ہاور یہ بھی چاہتے ہیں کہ امریکہ اس علاقہ میں آبپاشی اور بجلی کی بہم رسانی کے پراجیکٹوں میں دو سرے ۔ مسٹر ڈلس نے یہ بھی کہا کہ مشرق وسطیٰ میں روس کو معمولی کامیابی ہوئی جو چنداں قابل ذکر نہیں ہے ۔ آپ نے کہا کہ روس داخلی طور پر کمزور بھی ہے ۔ اب روسی لیڈروں نے کمیونسٹ پارٹی کی بیسویں سالانہ کانفرنس میں اپنی پالیسیوں میں جس تبدیلی کا اعلان کیا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ روس نے گذشتہ تیس برس میں عالم جمہوریت اور متشددانہ طریق کار کی جو پالیسی اختیار کر رکھی تھی وہ ناکام رہی ہے ۔ مغربی طاقتوں نے اپنے اتحاد اور طاقت سے روسی لیڈروں کو پالیسی تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا ہے ۔

ماسکو ۔ ۲۵ فروری ۔ روس کے ڈپٹی وزیر اعظم سبروف نے سابق وزیر اعظم مسٹر میلنکوف پر الزام لگایا کہ انہوں نے بدانتظامی کی وجہ سے ملک کو نقصان پہنچایا ۔ اور ان کے عہد میں نااہلیت اور بدنظمی نمایاں ہوئیں ۔ مسٹر سبروف نے ریلوے سٹیل اور بلڈنگ کے محکمہ جات کے افسروں پر بھی اسی قسم کے الزامات لگائے ۔ مسٹر سبروف روس کے اعلیٰ ترین ماہر اقتصادیات ہیں اور انہوں نے کہا کہ میلنکوف نے جدید مشینری حاصل نہ کر کے لاکھوں ٹن ایندھن ہر سال ضائع کیا ۔ اسی طرح ریلوے میں بھی ہر سال لاکھوں ٹن کوئلہ ضائع کیا جا رہا ہے ۔ سبروف نے کہا کہ ملک میں بڑی بڑی صنعتوں میں نامناسب لگے ہوں گے ۔

کراچی ۔ ۲۵ فروری ۔ خلیج کچھ کے جزیرہ چھڈ بیٹ پر پاکستانی فوج کے قبضہ کے متعلق وزیر اعظم پنڈت نہرو نے لوک سبھا میں جو بیان دیا تھا ۔ اُس پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان سرکار کے ایک اعلیٰ ترجمان نے کہا کہ پنڈت نہرو کا یہ بیان بلاوجہ ہے ۔ کیونکہ ہم اس واقعہ کی تحقیقات کر رہے ہیں ۔ اور ہم نے سارے معاملہ کی رپورٹ طلب کی ہے ۔ مگر ابھی تک ہمیں یہ رپورٹ موصول نہیں ہوئی اس ترجمان نے مزید کہا ہے اگر کسی رقبہ کے متعلق کوئی جھگڑا ہے تو اُسے دونوں طرف کے افسروں کو آپس میں بات چیت کر کے سلجھا لینا چاہیئے ۔ لیکن اگر دونوں ممالک کے افسر کسی معاملہ پر نہ پہنچ سکیں تو یہ معاملہ اعلیٰ سرکاری سطح پر نپٹایا جا سکتا ہے ۔

کلکتہ ۔ ۲۵ فروری ۔ آج مغربی بنگال اسمبلی میں زبردست ہنگامہ ہوا ۔ جب کہ اپوزیشن کے ممبروں نے سپیکر پر جانبداری اور وزیر اعلیٰ کے زیر اثر ہو کر کام کرنے کا الزام لگانے کے بعد ان سے مطالبہ کیا کہ وہ کرسیٔ صدارت خالی کر دیں ۔ دریں اثنا اپوزیشن کے ممبر سپیکر کی کرسی زبردستی خالی کرانے کے مقصد سے ان کی طرف بڑھے ۔ مگر کانگرسی ممبروں نے سپیکر کے ارد گرد گھیرا ڈال لیا سپیکر نے اجلاس پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کیا مگر اس دوران میں بھی ممبر ایک دوسرے پر آوازے کستے رہے آخر ۲½ گھنٹے کے بعد سپیکر نے اجلاس ملتوی کر دیا ۔

علیگڑھ ۔ ۲۵ فروری ۔ آج علیگڑھ یونیورسٹی کے سپیشل کنووکیشن میں شاہ ایران کو ڈاکٹر آف لاء کی اعزازی ڈگری دی گئی ۔ شاہ ایران نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ علیگڑھ نے انہیں جو اعزاز دیا ہے اُس سے بھارت اور ایران میں مذہبی تعلقات مزید مضبوط ہو جائیں گے ۔ شاہ نے بتایا کہ انہوں نے اپنے وزیر تعلیم سے جو ان کے ساتھ بھارت کے دورہ پر آئے ہوئے ہیں ۔ کہا ہے کہ وہ ہندی ، سنسکرت ، اور اردو کی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کرانے کا انتظام کیا جائے ۔ تا کہ دونوں دیش ایک دوسرے کے ادب سے فائدہ اٹھائیں ۔ شاہ نے کہا ۔ کہ جہالت کو ختم کرنے کے لئے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم مل کر کام کرنا ہوگا ۔

پٹنہ ۔ ۲۵ فروری ۔ بہار اسمبلی نے آج بھاری اکثریت سے مغربی بنگال اور بہار کو مدغم کرنے کے ریزولیوشن کی منظوری دیدی ۔ یہ ریزولیوشن بہار کے وزیر اعظم ڈاکٹر سری کرشن سنہا نے پیش کیا تھا ۔ ریزولیوشن پر دو دن بحث ہوئی ۔ ۱۵۷ ووٹ ریزولیوشن کے حق میں ۲۵ خلاف پڑے ۔ پرجا سوشلسٹ پارٹی و جنتا پارٹی نے ریزولیوشن کے خلاف ووٹ دیا ۔

واشنگٹن ۔ ۲۵ فروری ۔ آیندہ سوموار کو یہاں ۱۲ ملکوں کے نمائندوں کی کانفرنس ہوگی ۔ جس میں ایک بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی کے قیام کے متعلق بات چیت کا نیا سلسلہ شروع ہوگا پچھلے دو برسوں سے ایٹمی توانائی کے پُر امن استعمال کو فروغ دینے کے لئے اور تمام ملکوں کو اس کے متعلق معلومات مہیا کرنے کے لئے جو کوششیں جاری ہیں ۔ یہ بات چیت اُسی سلسلے کی نئی کڑی ہوگی اس بات چیت میں آسٹریلیا ۔ بلجیم ۔ کینیڈا ۔ فرانس ۔ پرتگال ۔ جنوبی افریقہ ۔ برطانیہ ۔ امریکہ ۔ برازیل ۔ چیکوسلواکیہ ہندوستان اور روس کے نمائندے شامل ہوں گے ۔

نئی دہلی ۔ ۱۵ فروری ۔ ریلوے وزیر شری لال بہادر شاستری نے اپنی ریلوے بجٹ کی تقریر میں موجودہ تھرڈ کلاس کو سیکنڈ کلاس کا نام دینے کا اعلان کیا ہے ۔ اس ضمن میں ریلوے بورڈ کے چیئرمین نے کہا ہے کہ اس تبدیلی کو عملی جامہ پہنانے میں بھی ایک سال لگے گا ۔ مگر سیکنڈ کلاس بن جانے کے باوجود کرایہ میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا ۔ حقیقت یہ ہے کہ تھرڈ کلاس کے کرایہ میں انٹر کلاس میں سفر کیا جا سکے گا ۔

اخبار احمدیہ

۲۳ فروری ۔ مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ ایشاد اور مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امرتسر تشریف لے گئے ۔ مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال جو سلسلہ کے کام کے تعلق میں اجمیر شریف کے عرس پر گئے تھے واپس آ گئے ۔

۱۵ فروری ۔ عدالت سردار جناب سنگھ صاحب اسسٹنٹ کمشنڈ این گورداسپور ۱۵ فروری کو مکرم ملک صلاح الدین ناظر امور عامہ و خارجہ پر جرح ہونی تھی ۔ لیکن جلسہ آج پر ملتوی ہو گیا ۔ چونکہ وہ جناب ہائی کمشنر صاحب کی آمد کے باعث حاضر نہیں ہو سکے اس لئے مقدمہ بارہ مارچ پر ملتوی ہوا ۔ احباب مقدمہ کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں ۔

۲۶ فروری ۔ صاحبزادہ میاں عباس احمد خاں صاحب واپس تشریف لے گئے ۔ آپ چند دن قبل قادیان آئے تھے ۔ لیکن اپنی والدہ محترمہ کی طبیعت زیادہ خراب ہونے کے متعلق تار موصول ہونے پر واپس چلے گئے تھے ۔ ۲۴ فروری کو پھر زیارت قادیان کے لئے آ گئے تھے ۔

ضرورت ہے !

قادیان میں خدمتِ سلسلہ کے لئے ایک گریجوایٹ احمدی نوجوان کی خدمات کی فوری ضرورت ہے ۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹس و سابقہ تجربہ و حالت صحت وغیرہ مقامی جماعت کے پریذیڈنٹ یا امیر کی تصدیق کے ساتھ جلد از جلد بھجوا دیں ۔ درخواست میں اس امر کی وضاحت کر دی جائے کہ وہ کم از کم کتنے مشاہرہ پر قادیان آ سکیں گے ۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

امراء و صدر صاحبان توجہ کریں !

جملہ امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے ہند کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے ۔ کہ وہ مہربانی فرما کر اپنی جماعت کے عہدیداران کے نئے انتخابات جلد از جلد کرا کر بھجوائیں تا کہ مارچ میں نئے عہدہ داران کی منظوری دی جا سکے ۔ مبلغین بھی تکمیل انتخابات میں تعاون فرمائیں ۔ قواعد انتخاب بدر مورخہ ۲۱/۱/۵۶ میں شائع کرائے جا چکے ہیں ۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان